tsurdu.blogspot.com

ناولٹ

کالی روشنی

شمع حفیظ

وہ اس دن فجر کی نماز کے بعد اپنے کمرے میں آ کر بیٹھے ہی تھے کہ ایک کاغذ گولی کی طرح اڑ کر ان کے کمرے کی کھڑکی سے ٹکراتا اندر آ کر گرا۔ یہ حرکت دانستہ تھی۔ کسی نے بہت ہوشیاری سے وہ کاغذ پتھر میں لپیٹ کر کمرے کے اندر پھینکا تھا۔ چودھری پرویز تیزی سے اٹھ کر کھڑکی میں آئے مگر نگاہیں دور تک کسی ذی روح کو تلاش نہ کر سکیں۔ وہ کچھ دیر کھڑکی پر ہی کھڑے رہے، پھر پلٹ کر کمرے کے قالین پر پڑے کاغذ کو اٹھا کر کھولنے لگے۔ پتھر ہٹا کر انہوں نے چرمرائے کاغذ کو سیدھا کیا تو نظر کاغذ پر لکھی تحریر پر پھسلتی چلی گئی.....

گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے چادر اک بے زاری سے اتار کر پلنگ پر پھینکی اور ماں کے پاس بیٹھتے ہوئے رندھی آواز سے بولی۔

"بس..... بہت ہو گیا امی..... بھائی کی آوارگی اور بے راہ روی کے قصے سن سن کر میرے کان پک گئے ہیں..... نہ جانے ہمیں کب تک اس ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سچ میرا دل چاہتا ہے کچھ کھا کر سو رہوں۔ کم سے کم کسی کے منہ کا اگلا زہر کانوں کو چھلنی تو نہیں کرے گا ناں"..... آخری جملہ کہتے کہتے اس کے اشک بھی بہہ نکلے تھے۔

امی نے سلائی مشین پرے کھسکا دی۔ سمیرا کی باتیں ان کے چہرے کی سفیدی کو زردی میں بدل گئی تھیں۔ اک بے چارگی تھی جو ان کے وجود کو ڈھانپ رہی تھی۔ انہیں ناتوانی کا شدید احساس ہوا۔

"اب کیا ہو گیا ہے سمیرا.....؟"

سمیرا نے ان کی نقاہت زدہ آواز کو محسوس کر کے بے دردی سے اپنی آنکھوں کو پونچھا مگر رخسار بدستور بھیگ رہے تھے۔ شاید صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔ وہ بے اختیار سسکیاں بھرنے لگی۔

"امی..... بھائی اپنی بہنوں کے لئے تحفظ اور امان ہوتے ہیں۔ ان کے سر کی چھایا اور عزت کے رکھوالے..... مگر ایک ہمارا بھائی ہے، گھر کا نہ گھاٹ کا، بری صحبت اور غیر قانونی کاموں نے اسے کہیں کا نہیں رہنے دیا۔ پہلے کسی کی سنتا نہیں تھا اور اب اپنی من مانی میں بادشاہ ہے۔ گھر والے نالاں اور باہر والے بیزار ہیں۔ نہ جانے کب ختم ہو گی ہماری یہ سزا..... پلیز امی! آپ کل سے خود ہی سودا سلف لایا کیجئے۔ بے شک گھٹنوں کا درد کتنا ہی بڑھ جائے آپ کو یہ کام خود کرنا ہو گا۔ میں کم سے کم ان سبزی والوں سے منہ ماری نہیں کر سکتی۔"

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

''ارے، آخر ہوا کیا ہے جو آتے ہی تقریر کرنے بیٹھ گئی ہو، اصل بات کیوں نہیں بتاتی ہو؟''

امی کی بے زاری کے سبب اسے خود کو سنبھالنا پڑا تھا۔

''وہ اپنے محلے کا سبزی والا ہے نا، وہی خیر الدین سبزی والا، وہ کہہ رہا تھا تمہارے بھائی نے شادی رچالی ہے، ہمیں بھی مٹھائی کھلاؤ۔''

''ہیں..... کیا بکتا ہے وہ؟'' امی کو جیسے تاؤ آ گیا۔

''جو بھی بکتا ہے، کچھ سچ تو ہوگا نا اس کی بات میں۔'' سمیرا کا لہجہ خار زدہ تھا۔

''آئے ہائے، ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟'' وہ اب بھی بے یقین تھیں، سمیرا کو غصہ آ گیا۔

''کیوں؟ کیوں نہیں ہو سکتا، پہلے بھی بہت سی انہونیاں کر چکے ہیں آپ کے صاحبزادے، اب اگر شادی کر لی ہے تو کون سی قیامت آ گئی ہے۔ شکر کیجئے امی کہ سیدھے سبھاؤ شادی کی ہے رافع نے..... اگر لڑکی اغوا کر لاتا تو آپ اس کا کیا بگاڑ لیتیں۔''

''ارے خدا نہ کرے.....'' وہ دہل کر بے اختیار بولیں۔ ''اب اتنا برا بھی نہیں ہے میرا رافع۔''

''اونہہ..... برا ہونے کو بچا کیا ہے امی، سر بسر کیچڑ میں ڈوب گیا ہے آپ کا رافع، کاش پیدا ہوتے ہی مر گیا ہوتا۔''

''آئے ہائے سمیرا.....'' امی نے تیزی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ ''کس آسانی سے منہ بھر کر اتنی بڑی بات کہہ دی، یہ تک نہ سوچا کہ رافع تیرا اکلوتا بھائی ہے۔''

''ہونہہ، اکلوتا بھائی.....'' اس نے تلخی سے سر جھٹک کر انہیں دیکھا۔ ''ایک ہی انڈہ، اور وہ بھی گندہ..... مثال سنی ہے نا آپ نے، بس وہی صادق آتی ہے میرے اس اکلوتے بھائی پر، معاف کیجئے گا امی، آپ کو میرا کہا اس لئے برا لگا کہ وہ آپ کی اولاد ہے مگر مجھے برا اس لئے نہیں لگا کہ میں بھائی کی بدچلنی کو مزید سہہ نہیں سکتی۔ اس گھر میں آپ کے اکلوتے بیٹے کے علاوہ آپ کی تین بیٹیاں اور بھی رہتی ہیں۔ کبھی آپ نے ان کی عزت کے بارے میں سوچا ہے؟ رافع کی آوارگی ان کے سر کا آنچل کھینچنے کا باعث بنے، یہ میں ہرگز نہیں ہونے دوں گی۔''

''لیکن بیٹا، میں کیا کروں، وہ میری سنتا کب ہے.....'' امی کا وہی گھسا پٹا پرانا جواب حاضر تھا۔ سمیرا جیسے سلگ اٹھی۔

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

"جب کچھ کرنا تھا، تب لاڈ اٹھاتی رہیں آپ اپنے اکلوتے بیٹے کے۔ اس کی ہر جائز و ناجائز فرمائشیں مان کر اسے سر پر چڑھا لیا۔ ستم یہ کہ کھلی آزادی بھی دے ڈالی۔ وہ رات رات بھر گھر سے کہاں غائب رہتا ہے، آپ نے کبھی جاننے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی اس کی کسی غلطی پر ٹوکا۔ اب جب وہ ہاتھ سے نکل چکا ہے تو کہتی ہیں کہ وہ آپ کی سنتا نہیں ہے..... ارے، وہ کیسے سنے گا جب اسے سننے کی عادت ہی نہیں ڈالی آپ نے۔"

"لیکن اس میں میرا کیا قصور ہے سمیرا، وہ بن باپ کا بچہ تھا، یتیم..... بگڑ گیا تو میری کیا خطا ہے۔ جب اس کی تربیت کے دن تھے میں چار چار بچوں کا پیٹ بھرنے کی فکروں میں الجھی رہتی، دن رات کسی مزدور کی طرح محنت کرتی تھی۔ دن میں کارخانے جاتی اور شام کو سلائی کڑھائی کر کے گھر چلانے کی تگ و دو کرتی۔ تھکن سے چور جسم رات گئے جب بستر کی گرمی پاتا تو نیند خود بخود آنکھوں میں اتر آتی تھی۔ ایسے میں رافع کے بارے میں سوچنا یا اس سے کسی بات پر باز پرس کرنا میرے اختیار میں کب تھا۔ مجھے تو بس یہی فکر کھائے جاتی کہ کہیں تم میں سے کوئی بھوکا نہ رہ جائے.....

سچ یہی ہے سمیرا کہ مرد کی کمائی عورت کو فکروں سے دور کر دیتی ہے لیکن میرے نصیب میں شوہر کی کمائی صرف چند ہی برس کے لئے تھی۔ تم تین بہنوں کی پیدائش کے بعد جب رافع پیدا ہوا تو اس کا باپ خوشی کی یہ گھڑی بھی نہ دیکھ سکا.....

رافع کی پیدائش سے فقط دس دن پہلے تمہارے بابا ایک حادثے میں جان گنوا بیٹھے تھے۔ ان کے گزرنے کے بعد میں تن تنہا تم سب کو پالتی پوستی آئی ہوں۔ تم سب کو پڑھایا، لکھایا، فریحہ اور عارفہ کی شادیاں کیں اور رافع کو بھی اچھے اسکول میں داخل کروایا تھا۔ اب اس میں میرا کیا قصور ہے کہ وہ باشعور ہو کر بھی جاہلوں جیسی حرکتیں کر رہا ہے۔ جانتے بوجھتے ہوئے بھی وہ بدصحبت کا شکار ہے۔ اس میں میری کیا خطا ہے، جیسی تہذیب اور تمیز میں نے تم کو سکھائی وہی تہذیب اور تمیز اسے بھی دینے کی کوشش کی ہے مگر وہ پڑھا لکھا جاہل نکلا۔ ماں کا خیال کیا اور نہ ہی بہنوں کی عزت کا، کیا کروں میں اس کی حماقت کا، بچہ ہو تو مار کر گھر پر بٹھا دوں مگر جوان جہان اولاد کو کیا کہوں۔ بی کام کرنے کے بعد بھی اسے اچھائی برائی کی تمیز نہیں ہے تو اس میں میری کیا غلطی ہے۔ مجھے بتاؤ بیٹا، اگر تم سب کو کٹھن وقت سے نکال کر بہتر انداز سے پالنا میرا قصور ہے تو پھر میں اپنی غلطی تسلیم کرتی ہوں۔"

وہ یکدم دل چھوڑ کر رونے بیٹھ گئیں۔ ان کے آنسو رخساروں پر آڑھی ٹیڑھی لکیروں کی صورت بہنے لگے

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

تھے۔سمیرا کو احساس ندامت نے آگھیرا، وہ آگے ہو کر ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے نرمی سے بولی۔

"غلطی یہ نہیں امی! ہم سب آپ کی قربانیوں کا تہہ دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ آپ نے اپنی زندگی کے کئی سنہرے سال ہم بھائی بہنوں کے بہتر مستقبل کے حصول کی نذر کر ڈالے ہیں۔ بابا کے بعد آپ نے ہم سب کو بہت اچھی تعلیم و تربیت سے نوازا ہے مگر یہ تعلیم و تربیت آپ نے صرف ہم بیٹیوں کی، کی ہے۔ رافع کو آپ نے ان پابندیوں سے آزاد رکھا ہے۔ اسے بیٹا سمجھ کر بے حساب آزادی دی ہے۔ اس کی بری باتوں کو شروع ہی سے نظر انداز کیا ہے۔ آپ کی بے توجہی اور لاپرواہی نے رافع کو ضدی اور اکھڑ بنا ڈالا۔ کاش آپ نے تھوڑی سختی اس پر بھی کی ہوتی مگر آپ کی بے نیازی نے اس کو لحاظ سے عاری کر دیا ہے۔ یہ آپ کی ڈھیل کا نتیجہ ہے کہ وہ آپ کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ آوارہ لڑکوں کی صحبت میں رہ کر اسکی سوچ بدل گئی ہے۔ اب جبکہ پانی سر سے گزر چکا ہے تو اب پچھتاوے کے سوا اور بھلا کیا ہوگا ہمارے پاس۔ اب دیکھیں ناں، شادی کے لئے بھی اس نے آپ سے اجازت لینا ضروری نہیں سمجھا۔"

"ٹھیک کہتی ہو تم۔" انہوں نے گہرا سانس بھر کر اپنے میلے دوپٹے سے آنکھیں پونچھیں پھر چند لمحوں کے توقف کے بعد آہستگی سے بولیں۔ "پر شادی کس سے کی ہے اس نالائق نے؟"

"اب مجھے کیا پتا، سبزی والے نے مجھے یہ اطلاع بے حد تضحیک آمیز انداز سے دی تھی۔ مجھ سے اور کچھ کہا سنا ہی نہ گیا۔ میں خود اس منحوس کے سامنے سے ہٹ جانا چاہتی تھی۔ وہ رافع کی شادی کو بہانہ بنا کر مجھ سے خواہ مخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اف، خدا جانے، ان دو ٹکے کے لوگوں کی طبیعت اتنی گندی کیوں ہوتی ہے۔" وہ خجالت سے کہہ رہی تھی۔

امی کی نظر اس کے سرخ چہرے پر جمی تھی اس سے پہلے کہ وہ اسے کوئی نصیحت کرتیں گھر کے دروازے پر کسی نے تیز ہاتھ سے دستک دی تھی۔ وہ دونوں ہڑبڑا کر دروازے کی جانب متوجہ ہو گئیں۔ آنے والا بہت بے صبری کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ دروازہ جیسے ٹوٹنے کو تھا۔

"کون ہے؟" سمیرا نے وہیں بیٹھے بیٹھے صدا لگائی تھی۔

"میں ہوں، دروازہ کھولو۔"

رافع کی جھنجھلاہٹ زدہ آواز نے ان دونوں کو ایک ہی پل میں اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ سمیرا نے لپک کر دروازہ

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

کھولا اور دوسرے ہی پل رافع کسی سلام دعا کے بغیر ہوا کے جھونکے کی مانند اس کے قریب سے گزرتا امی کی طرف بڑھ گیا۔اس کے ساتھ ایک نازک اندام سی لڑکی بھی تھی۔

سمیرا مبہوت ہو کر اسے دیکھتی رہ گئی۔عام سے سوتی جوڑے میں ملبوس تیکھے نقوش والی وہ لڑکی گھر کی دہلیز پار کر کے رافع کی ہمراہی میں سر جھکا کے امی کے مقابل پہنچ چکی تھی۔امی کی گرم نگاہ اس کے وجود پر ٹکی رہنے کے بعد جیسے منتشر ہو گئی۔انہوں نے بہ مشکل خود کو سنبھال کر رافع کی طرف دیکھا اور اپنی جانب اٹھتے اس کے قدموں کو دیکھ کر ہاتھ اٹھا دیا۔

"ٹھہرو رافع، وہیں رک جاؤ۔"

رافع نے حیرت سے ماں کی صورت دیکھی اور پھر پلٹ کر اپنے پہلو میں کھڑی لڑکی کو دیکھا۔دونوں کی نظریں ملیں اور ایک پل کو جھک گئیں،لڑکی کا وجود بے قراری اور اضطراب میں ڈوبا ہوا تھا جبکہ رافع بظاہر خود کو مطمئن کر رہا تھا۔

"یہاں کیوں آئے ہو.....؟"

امی کی سرد آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب کھینچ لی۔وہ بے اختیار ہنسا تھا۔

"واہ امی واہ.....کیا اپنے گھر آنے کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے؟"

"مگر یہ تمہارا گھر نہیں ہے۔" امی کے لہجے میں قطعیت تھی۔

"جانتا ہوں، میرے باپ کا تو ہے۔" اس کی بدتمیزی واضح تھی امی تلملا کر رہ گئیں۔

"بس یہی مجبوری ہے بیٹا، ورنہ ابھی دھکے مار کر تمہیں باہر نکال دیتی اس گھر سے....."

"کیوں بھئی، میرا قصور کیا ہے؟" وہ مسکراتا ان کے عین سامنے آ کھڑا ہوا۔امی کی برداشت جیسے جواب دینے لگی۔

"قصور کو مجسم ساتھ لیے پھرتے ہو اور پوچھتے ہو قصور کیا ہے؟"

"ارے امی! آپ بھی کمال کرتی ہیں۔یہ قصور نہیں، حور ہے، میرا مطلب ہے حوریہ ظہیر.....اپنے چودھری پرویز کی پوتی ہے۔آپ چودھری صاحب کو جانتی ہیں نا، وہی جو ہمارے ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔حوریہ ان کے بڑے صاحبزادے چودھری ظہیر کی اکلوتی بیٹی ہے۔کل شام ہم نے شادی کر لی ہے اور اب میں

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

آپ سے آپ کی بہو کو ملوانے لایا ہوں۔ کیا آپ اپنی بہو کو گلے نہیں لگائیں گی۔"

اس کی ڈھٹائی قابل مثال تھی۔ امی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا جبکہ سمیرا کو جیسے آگ لگ گئی تھی، بھنا کر بولی۔

"گھر والوں کی شرکت کے بغیر کیا شادی ہو جاتی ہے رافع....."

رافع نے بہن کے سوال پر ناگواری سے اسے دیکھا اور نروٹھے پن سے بولا۔

"میرے نزدیک گھر والوں کی شرکت کچھ اتنی ضروری نہیں تھی۔ حوریہ کو ملوانا ضروری ہے، سو اسے لے آیا ہوں اور میرا خیال ہے یہی کافی ہے تمہارے لیے۔"

"نہیں، یہ کافی نہیں ہے۔"

امی کی رعب دار آواز نے جیسے اسے خبردار کیا تھا۔ "بہو کے ساتھ تھوڑا زہر بھی لے آتے ماں بہنوں کے لیے تاکہ کھا کر ڈوب مرتیں، ذلت کی یہ گھڑی دیکھنے سے بہتر مر جانا ہے، نہ جانے وہ کون سی منحوس گھڑی تھی جب تو نے میری کوکھ سے جنم لیا تھا نامراد....."

"ارے جانے دیں ناں امی، غصہ تھوک دیں، کم سے کم بہو کے ساتھ کچھ عزت رکھ لیں میری، ورنہ وہ بے چاری کیا سوچے گی۔"

"سوچنا کیا ہے اسے۔" امی کا لہجہ زہر آلود تھا۔ "جس نے بے سوچے سمجھے تجھ جیسے غنڈے موالی سے شادی رچالی، اس کی پارسائی اور ذہنیت کا اندازہ اسی سے ہو جاتا ہے۔ لگتا ہے وہ تجھ سے زیادہ بے غیرت ہے جو بیاہ کا بندھن باندھ کر کس آرام سے اس گھر میں چلی آئی ہے، ارے، کم سے کم اپنے والدین کی عزت اور دادا کی ضعیفی کو ہی دیکھا ہوتا، کیسا نیک نام گھرانہ ہے چودھری پرویز کا مگر افسوس اس جنم جلی کے کارن سب نیک نامی بدنامی میں بدل گئی ہے....."

"افوہ۔ بس کریں امی..... آپ اسے کیوں کوس رہی ہیں۔" رافع نے جھلا کر جیسے ماں کی بات کاٹی تھی۔

"آپ ابھی حقیقت سے آشنا نہیں ہیں اس لئے واویلا مچا رہی ہیں ورنہ سچ یہی ہے کہ حوریہ سے شادی میری ضد کا نتیجہ ہے۔ اگر میں خودکشی کی کوشش نہ کرتا تو حوریہ کبھی مجھ سے شادی کے لئے رضامند نہ ہوتی۔ اس نے میری محبت کا بھرم رکھا ہے۔ وہ میری محبت کی خاطر گھر سے چند جوڑے لے کر نکل آئی تھی، تب میں اسے اپنے دوست کے گھر لے آیا تھا جہاں چند دوسرے دوستوں نے مل کر شادی کا بندوبست کیا۔ عارف اور اعظم گواہ بن گئے اور

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

جامع مسجد کے مولوی صاحب نے آ کر ہمارا نکاح پڑھا دیا۔ اب میں اسے لے کر سیدھا آپ کے پاس آیا ہوں۔ ابھی تو حوریہ کے گھر والوں کو بھی اس نکاح کا علم نہیں ہے۔"

"آئے ہائے....." امی نے اپنا سر پیٹ لیا۔ "یہ کیا کر دیا تم نے رافع؟ کیسے باکردار لوگوں کے دامن پر دھبہ لگایا ہے، ارے تو گھر سے لڑکی کو بھگا لایا ہے۔"

"میں بھاگ کر نہیں آئی آنٹی....." حوریہ کی آواز نے اچانک پہلی بار مداخلت کی تھی۔ امی دھک سی ہو کر اسے گھورنے لگیں جبکہ سمیرا کی بے یقینی اس کے چہرے پر لکھی تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ خاصی خوش شکل اور گھنے لانبے بال، حوریہ کی ظاہری خوبصورتی کے پورے نمبر دے رہے تھے۔ رافع کی پسند اتنی بہترین ہوگی، سمیرا کو بے چینی کے ساتھ ساتھ بے اعتباری بھی تھی۔ اسے یہ سب سن کر بھی یقین نہیں آیا تھا کہ وہ رافع جیسے لڑکے کی محبت پر بھروسہ کر کے اپنے گھر والوں کو چھوڑ آئی تھی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں آنٹی....." حوریہ نے امی اور سمیرا کے چہروں کے ایک تاثر کو بھانپ کر جیسے صفائی دینے کی کوشش کی تھی۔

"آپ کو مجھ پر یقین کرنا ہوگا۔ میں گھر سے بھاگ کر نہیں بلکہ گھر والوں کی اجازت سے آئی ہوں۔ یہ نکاح میرے والدین کے علم میں ہے اور میں نے رافع سے شادی ان کی مرضی کے عین مطابق کی ہے۔"

"ہائیں، کیا مطلب؟"

امی جان کا منہ کھل گیا جبکہ یہ انکشاف رافع پر کسی بم کی طرح پھٹا تھا۔ وہ دم بخود سا ہو کر اپنی نو بیاہتا بیوی کو گھور رہا تھا جس کا اعتراف اس کے پورے وجود میں زلزلے سمو گیا تھا مگر بدن ایسا تھا جیسے فالج زدہ..... اس کیفیت کو کیا کہتے ہیں، وہ سمجھنے سے قاصر تھا البتہ حوریہ کا سچ اس کے لیے کسی بریکنگ نیوز سے کم نہیں تھا۔

☆.....☆.....☆

"ہائے اللہ..... اس کی نظریں آج بھی تمہارے تعاقب میں ہیں، جانتی ہو حوریہ، وہ تمہیں ٹکٹکی باندھے گھور رہا ہے۔"

عاشی نے منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر جیسے راز داری سے اسے خبردار کیا تھا۔ دل کسی سوکھے پتے کی طرح لرزاں تھا مگر پھر بھی حوریہ کی رفتار میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہ اسی سبک خرامی سے گھر کی طرف گامزن رہی تھی۔

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

راستہ آدھے سے زیادہ طے ہو چکا تھا۔ بس آگے کی دو گلیوں کو پار کرتے ہی اپنے گھر کا بڑا سا آہنی پھاٹک نظروں کے سامنے ہوتا، تب تک حوریہ کو خود کو سنبھالے رکھنا تھا۔ کالج کی واپسی معمول کے مطابق تھی مگر آج عاشی کی رننگ کمنٹری ہر دوسرے قدم پر اس کا دل دہلائے جا رہی تھی۔

"اف خدایا..... اب وہ ہمارے پیچھے آ رہا ہے۔" اس بار عاشی کی آواز میں خوف کی آمیزش تھی۔

حوریہ کا دل جیسے حلق میں آ گرا مگر وہ فوراً ہی خود پر قابو پاتے ہوئے بولی۔ "میں جانتی ہوں عاشی، تم اس کی پرواہ مت کرو، وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

"اور اگر..... اگر اس نے ہمارا راستہ روک لیا تو.....؟"

"تو کیا..... یہ شرفاء کا محلہ ہے، ہمارے شور مچانے پر کوئی بھی ہماری مدد کو آ سکتا ہے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا.....؟" عاشی کی جھنجلاہٹ واضح تھی۔ "کیا ہم کسی اجنبی سے مدد مانگیں گے؟"

حوریہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ "ظاہر ہے، اس لوفر کے مقابلے میں کسی اجنبی پر بھروسہ کرنا ہماری مجبوری ہوگی۔"

"اور اگر وہ اجنبی بھی اسی کے جیسا نکل آیا تو.....؟" عاشی کا خوف سر چڑھ کر بول رہا تھا۔

"افوہ....." حوریہ کی جھلاہٹ حد سے سوا تھی۔ "تم ہمیشہ تصویر کا الٹا رخ مت دیکھا کرو۔ کبھی مثبت بھی سوچ لیا کرو۔"

"ارے کیسے سوچوں یار، اس کے قدموں کی آہٹ مجھے ہراساں کیے دے رہی ہے۔ آخر یہ ذلیل انسان چاہتا کیا ہے؟"

"مجھے کیا پتا، نیت کا فتور گندی سوچ کے ساتھ ملتا ہے تو اچھے بھلے انسان کو کمینہ بنتے دیر نہیں لگتی۔ فی الحال تم اسے دفع کرو اور ذرا جلدی قدم بڑھاؤ۔ بس یہی گلی رہ گئی ہے۔ اگلے موڑ پر میرا گھر ہے وہاں پہنچتے ہی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کم سے کم یہ گھر کے اندر آنے کی جرأت نہیں کرے گا....."

"ہاں، لیکن..... لیکن میرا گھر ابھی دور ہے حوریہ میں کیا کروں گی۔" عاشی روہانسی ہو گئی۔

"گھبراؤ نہیں، تم میرے گھر پر رک جانا بعد میں بابا کے ساتھ جا کر میں تمہیں تمہارے گھر پر چھوڑ دوں گی۔"

"ہاں، یہ ٹھیک رہے گا۔ میں فون کر کے اماں کو دیر سے گھر آنے کا کہہ دوں گی۔"

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

وہ مطمئن ہوگئی مگر دوسرے ہی پل اس کا اطمینان بھک سے اڑ چکا تھا۔ رافع قدم بڑھا کر پہلی باران کے مقابل چلا آیا تھا۔ اس کے اس طرح اچانک سامنے آجانے سے وہ دونوں گھبرا کر وہیں رک گئیں۔ رافع کی گہری نظریں حوریہ کے چہرے پر تھیں جہاں خوف کی پرچھائیاں گھبراہٹ سے زیادہ نمایاں ہو رہی تھیں۔

"کک..... کیا بات ہے.....؟" اس نے سختی سے پوچھنا چاہا مگر آواز ٹھیک سے نکل نہ سکی۔ رافع کو ایک لمحے میں اس کی بوکھلاہٹ کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ حد درجہ حواس باختہ تھی۔

"مجھ تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" اس کی آواز کی نرمی اور لہجے کا ٹھہراؤ حوریہ کو جیسے حوصلہ دے گیا۔

"مم..... مجھے کوئی بات نہیں کرنی تم سے، راستہ چھوڑو ہمارا....."

"راستہ بھی چھوڑ دوں گا، پہلے میری بات تو سن لو، اگر تم میری بات سن لو گی تو آئندہ میں کبھی تمہارے راستے میں نہیں آؤں گا۔" اس نے منت بھرے انداز میں اپنے ہاتھ اس کے سامنے جوڑ دیئے۔ حوریہ کے ساتھ ساتھ عاشی بھی دم سادھے اسے دیکھتی رہ گئی۔ وہ عاجزی کی تصویر بنا کھڑا تھا۔

"پلیز۔" لجاجت بھرا انداز اب بھی برقرار تھا۔ "بس چھوٹی سی بات ہے دیر نہیں لگے گی۔"

"ٹھیک ہے بولو۔" حوریہ نے ہمت کر کے قدرے تیکھے انداز میں کہا تو وہ بے قراری سے ہاتھ مسلنے لگا۔

"دیکھو مجھے تم سے..... تم سے..... بہت....." وہ کہہ نہیں پا رہا تھا۔ بات ادھوری رہ گئی۔

حوریہ جیسے ایک ہی پل میں اس کا مفہوم سمجھ چکی تھی۔ حیرت اس کے وجود کو بھگونے لگی تھی۔ "کیا کہنا چاہتے ہو تم..... بولو.....؟"

"یہی کہ..... کہ مجھے تم سے محبت ہے۔" اس نے لمحہ بھر کے توقف کے بعد جیسے حال دل کہہ ڈالا تھا۔

عاشی کی سانس رک گئی جبکہ حوریہ کا وجود سائیں سائیں کرنے لگا۔ گال یکبارگی دہک اٹھے تھے۔

"یہ..... یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"یہ بکواس نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں میرا اظہار تمہیں بہت عجیب سا لگے گا مگر یہ سچ ہے کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"شادی.....؟" حوریہ کے دماغ میں چیونٹیاں سرسرانے لگیں۔ "آئینے میں کبھی شکل دیکھی ہے تم نے؟"

"ہاں، دیکھی ہے، کسی بھی زاویئے سے برا نہیں ہوں۔" وہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

''اونہہ.....'' حوریہ کا انداز انتہائی حقارت آمیز تھا۔ ''اور اپنے کردار کے بارے میں کیا کہو گے۔ اس کی عظمت کا اقرار تو شاید ایک زمانہ کرتا ہے ناں؟''

''دیکھو میں نے کہا ہے ناں کہ میں برا آدمی نہیں ہوں۔ صرف بری صحبت نے مجھے بدنام کر دیا ہے۔''

''بھئی واہ۔ گویا الزام اپنے دوستوں پر دھر رہے ہو۔ حد ہے بے غیرتی کی۔'' وہ جیسے تمسخر سے بولی۔

''میں کسی پر الزام نہیں دھر رہا، صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میں تمہاری خاطر بدل جاؤں گا۔ تمہارے لیے میں ایک اچھا انسان بننے کی پوری کوشش کروں گا۔'' وہ اپنے کہے پر مصر تھا۔

''فی الحال مجھے تمہاری کسی کوشش سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ یہ فلمی ڈائیلاگ کسی اور پر آزمانا کیونکہ مجھ جیسی لڑکیاں اپنے والدین کی عزت پر مرنا پسند کرتی ہیں۔ سمجھے تم۔'' وہ جیسے دانت پیس کر بولی تھی مگر رافع اپنی ہی کہتا رہا۔

''میں سب سمجھتا ہوں، تمہاری شرافت نے ہی میرے دل کو اسیر کیا ہے حوریہ، ورنہ شاید دل کا حال کہنے کی ہمت میں کبھی نہ کر پاتا، پلیز میری درخواست رد مت کرو۔ میں وعدہ کرتا ہوں میں تمہارے لیے خود کو بدل ڈالوں گا۔ تم مجھے ایک موقع دے کر دیکھ لو۔ میں اپنے کہے کو نبھاؤں گا۔ پلیز حوریہ.....''

''بکواس بند کرو۔'' وہ دھاڑی تھی۔ ''آئندہ اگر میرا راستہ روکا تو میں اپنے بابا کو بتا دوں گی۔ تم بابا کو جانتے ہو ناں انہیں بگڑے ہوؤں کو سدھارنا خوب اچھی طرح آتا ہے۔''

''میں سدھرنے کی بات ہی کر رہا ہوں پلیز، مجھے ایک موقع دے کر دیکھو۔'' وہ اب بھی بضد تھا۔

حوریہ کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے۔ وہ ڈھیٹ بن کر ان کا راستہ روکے کھڑا تھا۔ تب عاشی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، حوریہ کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا اور رافع کے پہلو سے نکل کر کسی بگولے کی صورت بھاگ کھڑی ہوئی۔

حوریہ کے قدم من من کے ہو رہے تھے مگر وہ عاشی کی رفتار کا ساتھ دینے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ جلد ہی وہ دونوں گلی پار کر گئی تھیں۔

وہ گھر آ کر بھی چپ رہی تھی۔ حوریہ میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے والد یا دادا ابو کو رافع کی بے ہودگی کے بارے میں کوئی اطلاع دیتی۔ اگر ایسا ہو جاتا تو امی اس کا کالج جانا بند کروا دیتیں یا پھر رافع کی ہڈی پسلی ایک کروا دی جاتی جس نے محلے کے سب سے عزت دار گھرانے کی لڑکی سے اظہار محبت کی کوشش کی تھی۔

☆.....☆.....☆

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

رافع بہت عجیب لڑکا تھا۔ بری صحبت میں رہ کر بھی برا نہیں تھا۔ محلے کے بوڑھے بزرگ لوگوں کی خدمت اور خواتین کا احترام اس کی سرشت میں شامل تھا۔ اس کے باوجود وہ غیر قانونی کاموں میں ملوث رہا کرتا۔ راہ زنی اور لوٹ مار کی وارداتوں میں دوستوں کے ساتھ شامل ہونا اور رات گئے تک گلی کے نکڑ پر بنے چبوترے پر تاش کی بازی کھیلنا اس کا دل پسند مشغلہ تھا۔ محلے کی دکانوں سے بھتہ وصول کر کے اپنے اوباش دوستوں کی دعوت کرنا اس کی شخصیت کا ایک اور تاریک پہلو تھا مگر سچ یہی تھا کہ وہ نہ لوٹی ہوئی رقم میں حصہ دار بنتا تھا اور نہ ہی کسی کو دانستہ تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتا تھا۔ وہ خطرے سے کھیلنے اور ایسی وارداتوں میں لوگوں کے زرد چہروں کے تاثرات سے لطف اندوز ہونا پسند کرتا تھا۔ وہ ایسا کیوں کرتا تھا، شاید یہ کوئی نفسیاتی الجھن تھی۔ جسے کسی سے شیئر کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی بس وہ خطروں کے درمیان رہنے کو پسند کرتا تھا اسی لیے بری صحبت کا شکار تھا۔

ہر شخص کی ملامتی نظر رافع کے دل میں خلش ضرور ڈالتی مگر وہ دوسرے ہی پل خود کو بے نیاز کر لیا کرتا تھا۔ محلے کا کوئی شخص اسے یا اس کے کسی دوست کو پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ سب کے درمیان رہ کر بھی سب کے لیے ناقابل برداشت تھے۔ ایسے نامہربان وقت میں رافع کے دل میں حوریہ سے محبت کا جذبہ پروان چڑھنے لگا تھا۔ جوانی میں محبت کا نشہ زندگی کی اہمیت کو بڑھا دیا کرتا ہے، سو محبت کے خمار نے اس کے حواس بھی مختل کرنا شروع کر دیئے تھے۔ اسی ترنگ میں آ کر وہ کالج سے آتے جاتے حوریہ کا پیچھا کرنے لگا، وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ حوریہ چودھری پرویز علی کی پوتی ہے۔ وہی چودھری پرویز جو کسی زمانے میں اس کے استاد رہ چکے تھے۔ رافع آج بھی ان کی بے انتہا عزت کرتا تھا۔ برے دوستوں کی صحبت میں رہنے کے باوجود وہ ان کی تعظیم میں کمی آنے نہیں دیتا تھا اور نہ ہی کسی شکوے شکایت کا موقع دیتا تھا۔

ادھر چودھری پرویز علی بھی رافع کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ اس کی فطرت کے ہر پہلو کو سمجھتے تھے۔ شاید اسی لیے اسے سمجھانے کی کوشش کیا کرتے اور اکثر نصیحت کرتے کہ برے دوستوں کا ساتھ چھوڑ دو اور اچھائی کے راستے پر چلو۔ وہ اکثر اسے سمجھاتے کہ اچھی تعلیم سے زیادہ اچھی تربیت انسان کے قول و فعل سے چھلکتی ہے۔ لہٰذا برے کی دوستی سے بچو۔

وہ کہتے۔ ”دیکھو برخوردار، نیکی اور بدی کے راستے ساتھ ساتھ چل کر بھی الگ الگ منزل کو جاتے ہیں۔ تم کیوں اپنی فطرت کی نیکی کو برباد کرنے پر تلے بیٹھے ہو؟ بی کام کرنے کے باوجود محنت سے جی چراتے ہو۔ برا

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

آدمی بن کر معاشرے پر بوجھ بننے کے بجائے اگر تم محنت کش بن کر خود کو ثابت کرو گے تو کیا اچھا صلہ نہ پاؤ گے مگر نہ جانے کیوں تمہارے گھر والوں نے بھی تمہاری ذمہ داری سے ہاتھ اٹھا لیا ہے آخر کوئی تمہیں روکتا ٹوکتا کیوں نہیں۔ دیکھو بیٹا برے لوگ کپڑوں میں لگے پیوند کی طرح ہوتے ہیں اگر لباس ہم رنگ نہ ہوں تو وہ بہت معیوب لگتے ہیں۔ تم بھی نادان دوستوں کا پیچھا چھوڑ کر زندگی کا رخ بدل دو۔ تم اچھے لڑکے ہو، اچھے بن کر رہو، تا کہ میری دی ہوئی تعلیم اور نصیحت رائیگاں نہ جائے۔ کم سے کم تمہیں میرے پڑھائے ہوئے اچھے الفاظ کا مان تو رکھنا ہی چاہیے تا کہ مجھے میری محنت کا کچھ تو صلہ ملے۔"

ان کی نصیحتوں کے سامنے رافع کسی اسکول کے معصوم بچے کی طرح سر ہلا کر بڑے شدومد کے ساتھ سدھرنے کا اقرار کرتا مگر ان کے منظر سے ہٹتے ہی وہی دوست ہوتے اور وہی ان کے بگڑے اطوار جو سب کے لیے انتہائی ناپسندیدہ ہوتے اور سب کی نظروں میں اس کی قدر و منزلت گھٹاتے چلے جاتے تھے۔

اب انہی قابل صد احترام استاد کی پوتی سے رافع کو محبت ہو گئی تھی۔ حوریہ سے اظہار محبت سے چند دن پہلے اس کی ملاقات چودھری پرویز سے ہو چکی تھی وہ ٹوکری میں سودا سلف اٹھائے اپنے دھیان میں چلے آ رہے تھے۔ جب رافع نے ادب سے جھک کر سودے سے بھری ٹوکری چودھری پرویز کے ہاتھ سے لے لی تھی۔

"سر، ہمارے ہوتے آپ یہ بوجھ کیوں اٹھا رہے ہیں؟"

چودھری صاحب کی تیز نگاہ اس کے چہرے کی طرف اٹھی اور اسے مؤدب دیکھ کر وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکے تھے۔ گلی کا غنڈہ ان کے سامنے دم دبائے کتے کی طرح چپکا کھڑا تھا، یہ انہونی اکثر ان کے ساتھ ہوتی رہتی تھی۔ رافع انہیں دیکھ کر بے حد مہذب اور بااخلاق ہو جاتا تھا۔ نہ صرف سلام کرنے میں پہل کرتا بلکہ ان کے چھوٹے موٹے کام کرنے میں بھی مستعدی دکھایا کرتا تھا، سو آج بھی وہ ٹوکری پکڑے ان کا بوجھ بانٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"دیکھو برخوردار۔" انہوں نے نرم مسکراہٹ سے اسے دیکھ کر ٹوکری لینا چاہی۔ "مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی اپنا بوجھ آپ اٹھانا چاہیے۔ یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور خود کو چاق و چوبند رکھنے کا آسان ترین نسخہ بھی....."

"وہ سب ٹھیک ہے سر، لیکن آپ میرے استاد ہیں، میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں اگر آپ مجھے اپنا کوئی کام کرنے کا موقع دیں گے تو یہ میرے لیے بے حد خوشی کا باعث ہوگا۔" رافع نے سعادت مندی کا مظاہرہ کیا۔

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

''بھئی، تمہاری خوشی صرف مجھ تک محدود کیوں ہے رافع، اس خوشی میں دوسروں کی خدمت بھی شامل کرو نا۔'' انہوں نے ڈھکے چھپے انداز میں اسے اس کے برے اطوار کا طعنہ دیا تو وہ کچھ خفیف سا ہو گیا۔

''دوسروں سے خوشی پانا بہت مشکل ہے سر، کیونکہ دنیا میں کوئی کسی کو اپنی مرضی سے جینے نہیں دیتا۔''

''تم جینے کی کوشش کرو بیٹا، اپنے حق کے لیے لڑنا سیکھو۔'' انہوں نے جیسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

''اپنا حق یونہی نہیں ملتا سر، آج کے جدید دور میں زندگی جتنی پر آسائش نظر آتی ہے اتنی بے سکون اور اذیت ناک بھی ہے، کیونکہ یہ دور چھینا جھپٹی کا دور ہے، لوگ دوسروں سے اپنا حق چھین کر خوشی محسوس کرتے ہیں، اس لیے میں بھی اپنا حق کسی کو چھیننے کا موقع دینا نہیں چاہتا۔'' اس نے بات بہت گہری کہی تھی۔

چودھری پرویز چند لمحے گم صم سے ہو کر اسے دیکھتے رہے پھر سنبھل کر بولے۔ ''کوئی کسی کا حق نہیں چھینتا بیٹا، جو دانہ نصیب کی مہر تلے آ چکا ہو وہ تمہیں ہی ملے گا۔ پھر غلط راستہ اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔''

''یہ غلط راستہ نہیں ہے سر، کیونکہ میرے نزدیک عزت صرف عزت دار کو ملتی ہے، مجھ جیسے یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں، عزت و محبت مجھے بھیک میں بھی نہیں مل سکتی کیونکہ میرے آگے پیچھے کسی بڑے نام کا حوالہ نہیں ہے، مجھے کچھ حاصل کرنے کے لیے انگلی ٹیڑھی کرنا پڑتی ہے، اگر میں ایسا نہ کروں تو زمانے کی ٹھوکریں میرا مقدر ہوں گی۔''

''ایسا نہیں ہے رافع۔'' انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے کچھ مزید کہنے سے روک دیا تھا۔ ''تمہارا رویہ بہت غلط ہے بیٹا۔ اور غلطی انسان کو بہت گہرے کھڈ میں دھکیل دیتی ہے جہاں سے نکلا تو جا سکتا ہے مگر دھول مٹی میں اٹ کر..... کپڑوں میں کیچڑ لگا ہو تو بندہ عزت دار کیسے کہلا سکتا ہے۔ غلطی فقط شرمندگی کا باعث بنتی ہے۔ صرف شرمساری کا.....''

''سوری سر.....'' اس کی سنجیدگی میں جیسے متانت کا رنگ شامل تھا۔ ''میں آپ سے اتفاق نہیں کرتا۔ آپ نے مجھے پڑھایا لکھایا ہے۔ اسکول کے ہیڈ ماسٹر ہو کر بھی مجھ جیسے کئی بچوں کی کفالت کی ہے۔ میں آپ کے احسانات فراموش نہیں کر سکتا مگر پھر بھی ایک بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں، غلطی پر شرمندہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جو غلطی کرتا ہے وہ کچھ کرنا چاہتا ہے اور جو غلطی نہیں کرتا وہ کچھ کرنا نہیں چاہتا۔''

''ہاہاہا..... چودھری پرویز کی ہنسی سچ مچ بے اختیاری تھی۔ ''بہت خوب صاحبزادے۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کی کہی بات کو تم نے کس ضمن میں استعمال کیا ہے؟ بھئی، میں تمہاری دیدہ دلیری پر حیران ہوں۔

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

انہوں نے یہ خوبصورت بات جس مفہوم کے تحت کہی، تم نے اس بات کو بہت خوبی سے اپنی ڈھال بنایا ہے۔ بہرحال بات تمہاری بھی درست ہے، لیکن بیٹا غلطی میں سرکشی کا عنصر آ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک ناقابل معافی ہے۔ تم محبت کرنا سیکھو، مجھے لگتا ہے تمہیں دراصل دوسروں کی توجہ اور محبت درکار ہے ایسا کرو شادی کر ڈالو، ایک عورت کی محبت تمہیں سدھار دے گی، یہ جو تم بگڑے لہجے میں بات کرتے ہو نا یہ ساری اکڑ نکل جائے گی۔" ان کی شگفتگی برقرار تھی مگر وہ آہستگی سے بولا۔

"میں بگڑا کب ہوں سر، بات صرف اتنی ہے کہ لوگوں کی سوچ کا محور بدل گیا ہے....."

چودھری پرویز اس کی بات پر فوراً سنجیدہ ہو گئے فہمائشی انداز اختیار کرتے ہوئے بولے۔

"کیا یہ بہتر نہیں کہ تم لوگوں کی سوچ ہی بدل ڈالو؟ اگر بگڑے نہیں ہو تو انہیں اچھا بن کر دکھاؤ؟ شیطان کی پیروی کرنا آسان ہے رافع..... اس سے کنارہ کشی بہت مشکل ہوتی ہے۔ یاد رکھو پاؤں غلط راستے پر خود نہیں اٹھتے، تم خود انہیں برائی کے راستے پر چلاؤ گے تو قصوروار کہلاؤ گے، برے دوست شیطان کا روپ ہوتے ہیں۔ ان کی بدصحبت نیکی کو شکستہ کر ڈالتی ہے، اپنی نیکی ضائع مت کرو بیٹا، میں جانتا ہوں تم فطرتاً ایک اچھے لڑکے ہو سو اچھے لوگوں میں اٹھا بیٹھا کرو۔"

"ٹھیک ہے سر۔ میں کوشش کروں گا۔"

اس نے گردن ہلا کر جیسے رضامندی ظاہر کی تو چودھری پرویز نے ہولے سے اس کا کاندھا تھپکا تھا۔

"شاباش۔ نیک ارادہ توبہ کے راستے پر پہلا قدم ہوتا ہے رافع، مجھے امید ہے تم ایک دن پلٹ آؤ گے، جلد یا بدیر، اس کا فیصلہ تمہاری مستقل مزاجی کرے گی، اب چلو یہ ٹوکری اٹھاؤ اور میرے گھر چھوڑ آؤ۔ باتوں میں نماز کا وقت بھی ہو چلا ہے۔ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھوں گا تو ستائیس درجے افضل نیکی میں تم بھی حصے دار ہو جاؤ گے، میں تمہارے لیے دعا کروں گا۔"

"شکریہ سر....." رافع نے فرماں برداری دکھائی اور انہیں مسجد کی سیڑھیوں پر چھوڑ کر خود آگے بڑھ گیا تھا۔

دوسرے دن عاشی کسی مصروفیت کے تحت کالج نہ آ سکی تھی۔ سو چھٹی کے وقت حوریہ چند سہیلیوں کے ہمراہ گھر جانے کے لیے نکل آئی۔ اپنے محلے کے آنے تک ساری سہیلیاں ایک ایک کر کے اپنے گھروں کو چل دیں تو وہ تنہا رہ جانے کا سوچ کر تیزی سے قدم اٹھاتی گھر کی طرف بڑھ گئی۔ ابھی چند گز کی مسافت باقی تھی جب

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

اچانک رافع ایک درخت کے پیچھے سے کسی سائے کی طرح نکل کر اس کے سامنے آ ٹھہرا۔

حوریہ دہشت زدہ سی ہو کر ٹھٹک گئی، سانس جیسے سینے میں ہی اٹک گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کو اس بدتمیزی پر کچھ برا بھلا کہتی رافع نے ہاتھ میں پکڑا گلابی بند لفافہ حوریہ کی طرف بڑھا دیا۔ حوریہ کا رنگ پل بھر میں پھیکا پڑ گیا۔ خوفزدہ نظروں سے لفافے کو دیکھتی ہوئی وہ سٹپٹا کر بولی۔ ''یہ..... یہ کیا ہے؟''

''یہ میرا خط ہے۔'' رافع کا پرسکون لہجہ حوریہ کے اوسان خطا کر گیا۔

''تو میں اس خط کا کیا کروں؟'' وہ تھوک نگل کر بہ مشکل بولی۔

''تم اسے پڑھ لو۔'' اس کا اطمینان قابل دید تھا۔ ''تم اسے پڑھ کر یقیناً میری محبت پر ایمان لے آؤ گی۔ میں جانتا ہوں حوریہ، مجھے ٹھکرانا تمہارے لیے آسان نہیں ہوگا۔''

''دیکھو مجھے تمہاری اس بے ہودہ بکواس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اگر کل تمہاری بدتمیزی پر میں نے کوئی شکایت نہیں کی تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ میں آج بھی چپ رہوں گی۔''

وہ خوفزدہ ہونے کے باوجود غصے سے بولی مگر رافع اس کی جھلاہٹ خاطر میں نہ لایا تھا۔ ''چلو آج تم شور مچا لینا مگر فائدہ کچھ نہ ہوگا۔ یہ خط بہر حال تمہیں پڑھنا پڑے گا۔''

''اونہہ..... خوش فہمی ہے تمہاری۔ مجھے یہ تھرڈ کلاس خط پڑھنے کا کوئی ارمان نہیں ہے۔''

''تمہارے ارمان کو میں نہیں جانتا، جانتا ہوں تو فقط اتنا کہ اگر تم یہ خط نہیں لوگی تو میں خود کو نقصان پہنچا لوں گا۔'' وہ کھلے لفظوں میں دھمکی دے رہا تھا۔

حوریہ کے ہوش اڑ گئے۔ گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹ کر بولی۔ ''کیا مطلب ہے تمہارا؟''

''مطلب بہت صاف اور سیدھا ہے۔'' اس نے نہ جانے کہاں سے ایک چھوٹا سا دھاری دار خنجر برآمد کیا اور اسے کھٹاک سے کھول کر لہراتے ہوئے بولا۔ ''میری محبت صرف تمہارے لیے ہے حوریہ اگر تم میرا ہاتھ تھامنے کا وعدہ کرو تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا، ورنہ دوسری صورت میں یہاں خون بہے گا۔''

''کک..... کیا کہہ رہے ہو تم..... پاگل ہو گئے ہو کیا؟'' وہ بے حساب گھبرا گئی تھی۔

''ہاں، پاگل ہوں نا تمہارے لیے، کاش تم یہ بات سمجھ سکو۔'' وہ اب بھی جذباتی ہوا کھڑا تھا۔ حوریہ کا دم ہوا ہونے لگا۔

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

"دیکھو، میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔ پلیز، میرے راستے سے ہٹ جاؤ، کسی نے مجھے تم سے باتیں کرتے دیکھ لیا تو میں بدنام ہو جاؤں گی۔ خدا کے لیے چلے جاؤ یہاں سے۔" وہ جیسے رونے کو تھی۔

"ہونہہ....." رافع نے اک تمسخر سے اپنا سر جھٹکا تھا۔ "تمہیں اپنی بدنامی کا ڈر ہے میری موت کا نہیں۔ ارے کیسی پتھر دل لڑکی ہو تم، اپنے چاہنے والے کو مرتا دیکھنا چاہتی ہو۔" اس نے خنجر اٹھا کر سر سے بلند کر لیا۔ حوریہ کی چیخ بے ساختہ نکلی تھی۔

"یہ..... یہ کیا کر رہے ہو تم؟"

"ابھی کچھ نہیں کر رہا، سب کچھ تمہارے جواب پر منحصر ہے، ہاں..... یا ناں، تم اپنی بات کرو۔" وہ جیسے اسے بلیک میل کر رہا تھا۔

حوریہ کی ٹانگیں کپکپانے لگیں۔ وہ مارے دہشت کے روتے ہوئے بولی۔ "ایسا نہیں ہو سکتا پلیز..... تم سمجھنے کی کوشش کرو ایک لڑکی کی نیک نامی اس کے گھر کے لیے کیا معنی رکھتی ہے، تم نہیں جانتے۔ میں ایسا نہیں کر سکتی، میں ایسا کر ہی نہیں سکتی۔"

حوریہ کے انکار نے رافع کے جنون کو ہوا دے ڈالی اس نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔

"تو تم میری بات نہیں مانو گی، یہی کہا ہے ناں تم نے؟"

"ہاں۔ یہی کہا ہے میں نے، میں ایک عزت دار گھرانے کی لڑکی ہوں، میری شادی تم سے نہیں ہو سکتی، میرے والدین خصوصاً میرے دادا اس رشتے پر کبھی تیار نہیں ہوں گے تم جانتے ہو ناں، وہ بہت اصول والے آدمی ہیں۔" اس نے لجاجت سے اسے سمجھانے کی کوشش کی تو رافع کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"تم ان کی بات مت کرو۔ وہ جانتے ہیں ایک عورت کی محبت مجھے بدل سکتی ہے اور وہ عورت تم ہو حوریہ، میں تمہاری خاطر پوری دنیا سے ٹکرا سکتا ہوں۔ پلیز، میرا ساتھ دو اور میرے ساتھ بھاگ چلو۔ میں جانتا ہوں یہ غلط بات ہے مگر تمہیں پانے کے لیے میں کسی بات کی پرواہ نہیں کروں گا۔ ہم دوسرے شہر میں جا کر شادی کر لیں گے۔ وہاں ایک گھر بنائیں گے۔ ایک خوبصورت محبت سے مہکتا گھر، جہاں تمہارا راج ہو گا حوریہ..... جہاں صرف میں اور تم ہوں گے۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا، یہ ناممکن ہے۔" وہ جیسے چیخ اٹھی تھی۔ "میں اتنی جرأت کا مظاہرہ نہیں کر سکتی۔ میں گھر

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

سے بھاگنے یا اپنے والدین کو دھوکا دینے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔"

"ٹھیک ہے۔ پھر تم میری موت کی ذمے دار بن جاؤ۔ میں نے اس خط میں لکھ دیا ہے اگر مجھے کچھ ہو گیا تو اس کی تمام تر ذمہ داری تمہارے سر جائے گی۔" اس بار اس کا لہجہ بے حد سفاک تھا۔ حوریہ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اس نے گھبرا کر ہاتھ میں پکڑے گلابی لفافے کو دیکھا۔ پھر دوسرے ہی لمحے اسے پرزے پرزے کر کے ہوا میں اڑا دیا اور رافع پر ایک قہر آلود نگاہ ڈال کر کچھ کہے بنا آگے بڑھ گئی۔

"ٹھہرو حوریہ....."

رافع کی تیز آواز میں جانے کیا تھا کہ وہ پیچھے مڑ کر دیکھنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ اس کے قدم آپ ہی آپ رک گئے تھے۔ نگاہیں رافع کے وجود کا احاطہ کر رہی تھیں جو اسے اپنی جانب متوجہ دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔

"میں تمہیں بہت چاہتا ہوں حوریہ..... میری محبت پاک اور بہت سچی ہے۔ کاش تم اس بے لوث جذبے پر یقین کر سکو۔"

اس نے اپنی بات کہتے ہی خنجر ایک جھٹکے سے اپنے پیٹ میں گھونپ لیا۔ خون کا ایک فوارہ بلند ہوا اور رافع کے کپڑے لہولہان ہو گئے۔

حوریہ کی چیخ نکل گئی۔ اس نے لبوں کو اپنے ہی ہاتھوں تلے دبا کر چیخ کو جیسے ہوا کی بازگشت بننے سے روکا تھا۔ اس سے پہلے کہ کوئی آتا یا ان کی طرف متوجہ ہوتا، وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ گھر کا مرکزی دروازہ کھلا تھا۔ وہ اندھا دھند بھاگتی ماں کے قدموں میں جا کر ڈھیر ہو گئی تھی۔

☆.....☆.....☆

پاپا کا غصہ آسمان چھو رہا تھا۔ وہ کسی زخمی شیر کی طرح کمرے میں چکراتے پھر رہے تھے۔ گلی کے ایک آوارہ لڑکے نے ان کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ یہ جرأت ان کے طیش کو بڑھاوا دے رہی تھی۔ وہ فوراً اور ابھی اسپتال جا کر رافع کی چمڑی ادھیڑ دینا چاہتے تھے مگر ان کے والد چودھری پرویز نے انہیں کسی اظہار یا ردعمل سے باز رکھا تھا۔

ادھر رافع کو اس کے دوستوں نے زخمی حالت میں سڑک پر بے ہوشی کی حالت میں دیکھا، وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ خون بہت زیادہ مقدار میں بہہ جانے کے باعث جیسے نیم مردہ حالت میں تھا، اس کے

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

دوستوں نے فوری طور پر اسے قریب کے اسپتال میں داخل کروایا جہاں وہ طبی امداد کے ملتے ہی موت کے منہ سے بچ کر اپنی ٹوٹتی سانسوں سے رشتہ جوڑ پایا تھا۔

پورے محلے میں اس کے زخمی ہونے کی خبر آگ کی طرح پھیل گئی تھی، وہ زخمی کیوں ہوا، کیسے ہوا اور کس نے اسے زخمی کیا؟ یہ ساری باتیں کسی معمے کی صورت حل ہو کے نہ دیتی تھیں۔ رافع نے زبان کھولی اور نہ ہی حوریہ کے گھر والوں نے منہ سے بھاپ نکالی تھی۔ لڑکی کی عزت کا معاملہ تھا، سو چپ چاپ دبا دیا گیا البتہ حوریہ کو کالج لانے، لے جانے کی ذمہ داری پاپا نے خود اٹھالی۔ اب وہ باپ کے ہمراہ گھر سے نکلتی اور واپسی میں ان کی گاڑی میں بہ حفاظت کالج سے گھر پہنچا دی جاتی تھی۔

حوریہ کی زبانی اصل واقعہ جان کر چودھری پرویز کو جیسے چپ لگ گئی تھی۔ ان کے زیر سایہ پڑھ لکھ کر جوان ہونے والا طالب علم آج ان کے اپنے گھر کی بنیاد ہلانے کا سبب بن بیٹھا تھا، اس دن جو بات ازراہ شگفتگی انہوں نے رافع کا موڈ بحال کرنے کو کہی تھی وہی بات رافع نے کتنی سنجیدگی سے ان کے منہ پر دے ماری تھی۔ وہ واقعی ایک عورت کے پیار کا متلاشی تھا مگر وہ عورت ان کا اپنا خون تھی، یہ بات وہ بھول نہیں پا رہے تھے۔

کسی نے خوب کہا ہے عورت ذات بھی عجب گورکھ دھندہ ہے مل جائے تو نظر نہیں آتی اور نہ ملے تو کچھ سجھائی نہیں دیتا، سو رافع نے ان کی عزت و احترام کے باوجود ان کے گھر کی عزت کو نہایت غلط طریقے سے اپنانے کا سوچا تھا۔ انہیں کم سے کم رافع سے اس گھناؤنے فعل کی امید نہیں تھی۔ وہ تو بہت سمجھدار اور مہذب لڑکا تھا۔ بری صحبت کے باوجود اس کے اندر کی نیکی گناہ سے آلودہ نہیں ہوئی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ رافع وہ نہیں تھا جو وہ دنیا پر ظاہر کرتا تھا مگر اب اس کی یہ نیچ حرکت چودھری پرویز کو اپنی رائے بدلنے پر مجبور کر رہی تھی۔

محبت ہو جانا کوئی انہونی بات نہیں ہوتی، یہ بہت صادق جذبہ ہے۔ دل کی گہرائی سے ہو تو انسان پر فکر و عمل کے دروازے کھولتا ہے۔ صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط ثابت کر دکھاتا ہے پھر یہ جذبہ رافع کے لیے اتنا سطحی کیسے ہو گیا تھا..... کیا وہ واقعی برے دوستوں میں رہ کر برا بن بیٹھا تھا یا اسے عزت و ناموس کا مفہوم بھول گیا تھا۔ اس کی نظر میں ہوس اور محبت میں فرق مٹ گیا تھا۔ وہ بھی اتنا زیادہ کہ وہ حوریہ کو پانے کے لیے انتہاء پسندی پر اتر آیا تھا۔ اس نے تو اپنے نام کی لاج بھی نہ رکھی تھی۔ رافع ہو کر وہ نیچ حرکتوں سے باز نہیں آیا تھا۔

یہ بات بہت تشویش ناک تھی اور بابا کی نظر میں یہ بات یہاں ختم نہیں ہوئی تھی۔ اس محبت کی آگ کو ابھی

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

مزید دہکنا تھا کیونکہ رافع کوئی عام بندہ نہیں تھا۔ بہت حساس، جذباتی اور زیرک نوجوان تھا جسے اپنا حق چھین کر لینے کی عادت تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ اس معاملے کو سلجھانے کے لیے کوئی حل ڈھونڈتے، ایک انوکھے واقعے نے ان کی سوچوں کا رخ تبدیل کر دیا۔ ہوا یوں کہ وہ اس دن فجر کی نماز کے بعد اپنے کمرے میں آ کر بیٹھے ہی تھے کہ ایک کاغذ گولی کی طرح اڑ کر ان کے کمرے کی کھڑکی سے ٹکراتا اندر آ کر گرا۔ یہ حرکت دانستہ تھی۔ کسی نے بہت ہوشیاری سے وہ کاغذ پتھر میں لپیٹ کر کمرے کے اندر پھینکا تھا۔ چودھری پرویز تیزی سے اٹھ کر کھڑکی میں آئے مگر نگاہیں دور تک کسی ذی روح کو تلاش نہ کر سکیں۔ وہ کچھ دیر کھڑکی پر ہی کھڑے رہے، پھر پلٹ کر کمرے کے قالین پر پڑے کاغذ کو اٹھا کر کھولنے لگے۔ پتھر ہٹا کر انہوں نے چرمرائے کاغذ کو سیدھا کیا تو نظر کاغذ پر لکھی تحریر پر پھسلتی چلی گئی۔

انہیں لگا جیسے کسی نے انہیں ٹھنڈے یخ پانی میں سر سے پاؤں تک ڈبو دیا ہو۔ وہ منجمد ہوتے حواس کے ساتھ اس تحریر کو گھور رہے تھے جس کو تحریر کرنے والا کوئی اور نہیں رافع ابراہیم تھا۔ وہی رافع ابرہیم جسے چودھری پرویز نے نا صرف پڑھنا سکھایا تھا بلکہ لکھنے کی مشق بھی کروائی تھی، آج وہی مشق، مشق ستم بن کر ان کے ضبط اور برداشت کا امتحان لے رہی تھی، تب بہت سوچ بچار کے بعد انہوں نے ایک فیصلہ کن قدم اٹھانے کا سوچا جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد ہی نہیں، انوکھا بھی تھا۔ چنانچہ اس رات انہوں نے اپنے بیٹے اور بہو کو بہت اچانک اپنے کمرے میں طلب کر لیا تھا۔

چودھری ظہیر اور ان کی بیوی فاطمہ، بابا کی صدا پر لبیک کہتے ان کے کمرے میں چلے آئے تھے جہاں بابا کسی سوچ میں ڈوبے اپنے اطراف سے یکسر غافل بیٹھے تھے۔ ان کا چہرہ تفکرات کی دھند میں چھپا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے بابا، آپ نے اچانک ہمیں اس طرح کیوں بلوا بھیجا ہے؟"

حوریہ کی والدہ نے دوپٹہ سر پر ڈالتے ہوئے ایک فکرمندی سے اپنے سسر کو دیکھا تو وہ چند لمحے اسی پوزیشن پر بیٹھے رہے پھر پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"میں تم دونوں سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، مجھے امید ہے تم دونوں میری بات کھلے دل و دماغ سے سنو گے اور مجھے اس بات کا جواب بھی تحمل سے دو گے، کچھ بھی جاننے سے پہلے تم دونوں کو مجھ پر اپنا اعتماد بحال رکھنا ہوگا کیونکہ میری بات تمہارے لیے خاصی غیر معمولی بھی ہو سکتی ہے اور نا قابل قبول بھی۔"

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

"ایسی کیا بات ہوگئی بابا، آپ کہیے نا، ہمیں آپ پر پورا بھروسہ ہے۔"

ان کے بیٹے چودھری ظہیر نے انہیں کھل کر بولنے کا اشارہ کیا تو وہ چند لمحے کسی انجانی سوچ میں ڈوبے رہے پھر یکلخت گہرا سانس بھر کے بولے۔

"رافع کی ناسمجھی نے حوریہ کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی بہت شدید ذہنی دھچکا لگایا ہے۔ یہ واقعہ ہماری زندگی میں کسی بری یاد کی طرح ناگواری کا احساس لیے ہماری خوشیوں کو ڈستا رہے گا اور میں نہیں چاہتا کہ یہ واقعہ ہماری زندگی میں پھر کبھی دہرایا جائے، ہمیں اپنا ہی نہیں حوریہ کا بھی خیال رکھنا ہے، وہ لڑکی ذات ہے جو کانچ کے کسی نازک کھلونے جیسا دل رکھتی ہے۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں کچھ ایسا فیصلہ کرنا ہوگا جو ہماری بچی کو ہر طرح کی بدنامی سے محفوظ رکھے اور اس کی آئندہ زندگی بھی اس واقعے کے مضر اثرات سے محفوظ رہے۔ چنانچہ میں نے تمام پہلوؤں پر غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں حوریہ کی شادی رافع سے کر دینی چاہیے۔"

"رافع سے؟" حوریہ کے پاپا کو جیسے کسی بچھو نے ڈنک مارا تھا وہ اچھل کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں بابا، حوریہ کی شادی اس لفنگے، لوفر سے کرنے کی بات کر رہے ہیں؟ ارے اس بے غیرت لڑکے نے ہماری پاک دامن بیٹی پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے۔ محبت کا نعرہ لگا کر اپنے خون کا الزام دینے کی سازش کی ہے۔ اس کمینے کی وجہ سے میری بچی گھر سے باہر نکلنے سے ڈر رہی ہے، مجھے سمجھ نہیں آتا آپ نے یہ بات سوچی بھی کیسے؟"

چودھری پرویز نے بیٹے کا کاندھا تھپک کر اسے شانت رہنے کا اشارہ کیا اور بہت گداز لہجے میں بولے۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا، اپنے دل و دماغ کو کھلا رکھنا۔ میری کہی بات تمہیں یا تمہاری بیوی کو اچنبھے میں نہ ڈال دے۔"

"بابا..... کیا مطلب ہے آپ کا.....؟" ظہیر علی نے حیرت سے اپنے والد کی طرف دیکھا۔ "کیا ایسی انہونی اور دل آزاری کی بات سن کر میں خاموش رہ سکتا ہوں۔ بابا، وہ میری بیٹی ہے، ہم اسے کسی بدمعاش کے ساتھ..... اوہ مائی گاڈ۔"

وہ بات ادھوری چھوڑ کے سر پکڑ کر بیٹھ گئے تب ان کی بیوی شاکی انداز میں بولیں۔

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

''حوریہ آپ کی پوتی ہے بابا، یہ فیصلہ کرنے سے پہلے کم سے کم آپ کو ایک بار اس معصوم کے بارے میں سوچنا چاہیے تھا۔ کیا یہ فیصلہ دانش مندی کا تقاضا پورا کرتا ہے؟''

''ٹھہرو فاطمہ۔'' ظہیر علی نے باپ کی خاموشی کو دیکھ کر بیوی کو ٹوکا تھا۔ بابا کے ذہن میں یہ خیال یونہی نہیں آسکتا۔ وہ ایک بالغ نظر، ذمہ دار اور باشعور انسان ہیں۔ حوریہ کے لیے وہ کبھی کوئی غلط فیصلہ نہیں کر سکتے لیکن ان کی یہ بات.....'' وہ اٹھ کر بے قراری سے کمرے کا طول و عرض ناپنے لگے، پھر والد کے عین مقابل رک کر اضطراب سے بولے۔ ''بابا۔ میں یہ بات ماننے کو ہرگز تیار نہیں ہوں کہ آپ نے کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے حوریہ کی زندگی اور اس کی خوشیوں کے بارے میں نہ سوچا ہو، آپ نے یقیناً کسی بنیاد پر ہی ایسا انوکھا فیصلہ کیا ہو گا۔ آپ کے ذہن میں کیا ہے بابا، پلیز مجھے بتائیے وہ کون سی بات ہے جو اس فیصلے کا سبب بنی ہے.....؟''

چودھری پرویز کے لبوں پر نرم سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہو گئی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ رائٹنگ ٹیبل کی طرف آئے اور اس کی دراز سے ایک چرمرایا ہوا کاغذ نکال کر بیٹے کی طرف بڑھاتے ہوئے سنجیدگی سے بولے۔

''اچھا ہو گا کہ تم اسے پڑھ لو اس طرح ساری حقیقت تم پر واضح ہو جائے گی اور تمہیں میری بات سمجھنے میں سہولت ہو گی۔''

ظہیر چند لمحے ساکت انداز لیے باپ کو دیکھتے رہے پھر الجھ کر آگے بڑھے اور بابا کے ہاتھ سے کاغذ لے کر بیوی کو دیکھنے لگے جو منہ کھولے اس بدلتی صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ الجھن ان کی آنکھوں سے بھی ہویدا تھی۔

''پڑھو ظہیر بیٹا.....'' بابا کی آواز کمرے کی خاموشی میں گونجی تھی۔ ''اور ہاں، ذرا با آواز بلند پڑھنا تاکہ میری بہو بھی اس تحریر کے متن سے واقف ہو سکے اور سمجھ سکے کہ میں نے یہ فیصلہ کس مجبوری کے تحت کیا ہے۔''

ظہیر علی نے کاغذ سیدھا کیا اور جونہی تحریر پر نگاہ کی تو پل بھر کو اپنی جگہ سناٹے میں رہ گئے۔ وہ تحریر ایک خط تھا جو حوریہ کے نام تھا اور لکھنے والا تھا رافع ابراہیم..... جس کی جرأت اس بار سچ مچ حدود پار کر گئی تھی۔

''یہ..... یہ کہاں سے ملا آپ کو؟'' وہ خط پڑھنے کی بجائے پریشانی سے بابا سے پوچھ رہے تھے۔

''آج صبح کسی نے میرے کمرے کو حوریہ کا کمرہ سمجھ کر یہ خط پتھر پر لپیٹ کر پھینکا تھا۔ شاید پھینکنے والے کا نشانہ چوک گیا یا پھر اس کی یہ حرکت دانستہ تھی، شاید وہ یہ خط مجھے ہی پڑھانا چاہتا تھا۔''

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

''اوہ میرے خدایا۔'' بابا کی وضاحت پر حوریہ کی والدہ نے بے اختیار اپنا دل تھام لیا۔ ''ہمیں فوراً پولیس کو خبر کرنی چاہیے۔ یہ معاملہ اب ہمارے ہاتھوں سے نکلتا جا رہا ہے۔ پندرہ دن کی مختصر مدت میں یہ رافع کی دوسری کوشش ہے، ہمیں فوری طور پر اسے پولیس کے حوالے کر دینا چاہیے۔''

''نہیں بیٹا۔'' بابا نے پرسکون انداز میں انہیں منع کیا تھا۔ ایسے نازک معاملات کا فیصلہ خود کیا جاتا ہے۔ پولیس کچہری صرف معاملات کو ہوا دینے کے لیے ہوتے ہیں۔ حوریہ ہماری بیٹی ہے، اس کی عزت پر حرف لائے بغیر ہمیں یہ مسئلہ نمٹانا ہوگا۔ پولیس کی مداخلت میری پوتی کو بدنام کر سکتی ہے۔''

''بہت خوب.....'' فاطمہ بیگم کی کٹیلی نگاہ بے اختیار بابا کی طرف اٹھی تھیں۔ ''پولیس کی مداخلت حوریہ کو بدنام کر سکتی ہے مگر بابا، آپ کا فیصلہ..... معاف کیجیے گا آپ کا انداز بھی پولیس والوں سے مختلف نہیں ہے۔''

بابا بے ساختہ مسکرائے تھے۔ ''پہلے خط پڑھ لو فاطمہ بیگم، پھر میرے فیصلے کی بابت کوئی بات کہنا کیونکہ بولنے سے پہلے جاننا ضروری ہوتا ہے.....'' فاطمہ کھسیا کر شوہر کو دیکھنے لگیں جو بابا کی بات سن کر خط کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔ ان کی آواز کمرے کی خاموشی کو توڑنے لگی۔

حوریہ۔

میں تمہیں بھول نہیں سکتا۔ یہ سچ ہے کہ خدا کے بعد میری زندگی تمہارے اختیار میں ہے، تمہاری ''ہاں'' میری زندگی کو زندگی بنا سکتی ہے، ورنہ شاید میں اندھیروں میں گم ہو جاؤں گا۔ پلیز، مجھے گناہوں کی دلدل میں اترنے سے بچا لو۔ دیکھو محبت کسی بھی انسان کا اختیاری فعل نہیں ہوتی۔ میں بھی اس معاملے میں بے اختیار ہوں۔ ایک بار جان دینے کی کوشش کر چکا ہوں۔ یہ کوشش تمہارے اقرار کو پانے کے لئے بار بار بھی ہو سکتی ہے، یاد رکھو حوریہ جو مرنا جانتا ہے اس کے لیے زندگی مشکل نہیں ہوتی مگر میری زندگی کی سب سے بڑی مشکل تم ہو اور یہی مشکل وہ واحد چیز ہے جو کسی قانون کو نہیں دیکھتی۔ شاید اسی لیے میں چودھری پرویز جیسے شفیق اور نیک استاد کی تمام نصیحتیں بھول چکا ہوں۔ وہ اکثر کہا کرتے ہیں مجھے سدھر جانا چاہیے۔ میں استاد محترم کو مایوس کرنا نہیں چاہتا، اسی لیے تمہاری ذات کو اپنے سدھار کا ذریعہ مانتا ہوں کیونکہ عورت چاہے تو ہر ناممکن کو ممکن بنا سکتی ہے۔ تم ایک نیک اور پارسا لڑکی ہو، چودھری پرویز کی پوتی ہو، ان کے زیر سایہ رہ کر تم صحیح اور غلط میں تمیز کر سکتی ہو.....

میں غلط نہیں ہوں حوریہ، صرف حالات کی ستم ظریفی نے مجھے بدنامی کے اندھیری غار میں لا پھینکا ہے۔

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

میرے اپنے میرے نہیں رہے ماں کی شفقت اور بہنوں کی محبت سے محروم رہا ہوں۔ پلیز، تم مجھ سے اپنائیت کا رشتہ جوڑ کر انسانیت کی طرف پلٹ آنے کا ایک موقع دے دو تا کہ تمہارے توسط سے میں اپنے استاد کے روبرو ایک اچھا انسان بن کر لوٹ سکوں۔ کیا اندھیرے سے اجالے کے اس سفر میں تم میرا ساتھ دو گی؟ پلیز حوریہ، انکار مت کرنا، دیکھو کسی کو اس کے جرم کی سزا دینے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے معذرت کا ایک موقع ضرور دینا چاہیے۔ میں اس موقع کا منتظر ہوں۔ پلیز، میرے پاس چلی آؤ، میرا ہاتھ تھام کر میری زندگی کو ایک نئے رخ سے تعمیر کر دو۔ میرا وعدہ ہے میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا.....

میں جانتا ہوں میرا مطالبہ بہت غلط ہے۔ میری خاطر تمہیں اپنے گھر والوں سے اپنا رشتہ توڑنا ہو گا مگر حوریہ، یہ خلیج وقتی ہو گی۔ مجھے ایک اچھے انسان کے سانچے میں ڈھال کر تم سر اٹھا کر اپنے والدین کی طرف لوٹ سکتی ہو۔ کسی گناہ گار کو توبہ کی توفیق ہو جائے تو اس کا ساتھ دینا انسانیت کی معراج ہے حوریہ، پلیز چلی آؤ۔ میرا وعدہ ہے میں تمہیں زندگی کے ہر قدم پر پچھتاوے کی جگہ فخر کا احساس دے کر تمہارا مان بڑھا دوں گا۔ کیا تم میری خاطر ایک برے انسان کو اچھا بنانے کی خاطر اتنا بھی نہیں کر سکتیں؟ کیا تم میرا بھروسہ نہیں بن سکتیں؟ تمہارا جواب اگر ہاں میں ہے تو میرے دوست زبیر کے گھر چلی آنا، میں تمہارا انتظار کروں گا۔

تمہارا منتظر

رافع ابراہیم

ظہیر علی کے خاموش ہوتے ہی جیسے کمرے کا سناٹا بولنے لگا تھا۔ وہ تینوں اپنی اپنی جگہ پر بہت عجیب سے احساسات میں گھرے بیٹھے تھے، رافع نے انہیں یہ کیسے کڑے امتحان میں ڈال دیا تھا۔ ایک بدکردار انسان جو اپنے کردار کی تعمیر چاہتا تھا، جو بدی کو چھوڑنا چاہتا تھا جسے غنڈا گردی کی بجائے محبت کے دامن میں پناہ کی خواہش تھی تا کہ وہ معاشرے میں سر اٹھا کر جینے کی سعی کر سکے، ایک ناکام و نامراد انسان جو اپنی کامیابی کے حصول میں ایک عورت کو شامل کرنے کی آس رکھتا تھا، کیا اس ٹھکرائے ہوئے انسان کو بیچ راستے میں چھوڑ دینا دانشمندی تھی؟ اسے دھتکار دینا کیا انسانیت کے تقاضے کے خلاف نہیں تھا؟ کیا اس خط کی روشنی میں رافع کو نظر انداز کرنا درست ہوتا؟

سچ یہ ہے کہ شخصیت میں کمی رویوں کی کمزوری سے پیدا ہوتی ہے۔ رویئے کا اندھیرا، انسان کے وجود میں ایسی بے حسی بیدار کر دیتا ہے جو نیکی اور بدی کے توازن کو بگاڑ کے رکھ دیتی ہے۔ ایسے شخص کی اندھیری ذات میں

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

بس ایک دیا جلانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس دیئے کی روپہلی روشنی اسے صبر وضبط، قوت برداشت اور خود شناسی کے خوبصورت احساس سے آشنا کر سکے، اسے خارزار زندگی میں بھٹکنے سے بچا سکے تاکہ وہ معاشرے میں ایک فعال شہری کا کردار ادا کر سکے۔

سوان حالات میں چودھری پرویز کا فیصلہ درست تھا۔ وہ ایک استاد تھے، مٹی کے ٹھیکرے کو دیا بنانے کا ہنر جانتے تھے۔ اس امر سے واقف تھے کہ دیے سے دیا جلانے کا فن کس طرح سیکھا اور سکھایا جاتا ہے۔ وہ اس حقیقت سے بھی بخوبی واقف تھے کہ چراغ خود نہیں جلتا اسے بھی جلایا جاتا ہے، پس جلانے کے لئے ماچس کی نہیں اس ہاتھ کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے روشن کرنے کا ہنر جانتا ہو، سو رافع کے ضمیر کو روشن کرنے کا جو فیصلہ چودھری پرویز نے کیا تھا اب وہی فیصلہ ان کے بیٹے ظہیر اور اس کی بیوی فاطمہ کا بھی تھا۔

رافع کو راہ راست پر لانے کے لئے ایک ایسے جھٹکے کی ضرورت تھی جو حوریہ کی مدد سے اسے بہ آسانی دیا جا سکتا تھا کیونکہ اپنے خط میں بدل جانے کا تہیہ کرنے والا رافع، حوریہ کو ایک غلط راہ کا راہی بنانا چاہتا تھا۔ وہ اب یہی چاہتا تھا کہ حوریہ اپنے والدین کو چھوڑ کر اس کے پاس چلی آئے گویا وہ گھر سے بھاگ کر اسے زندگی کی راہ پر چلنا سکھائے۔ رافع کی سوچ کو بدلنے کے لئے چودھری پرویز کو اب اپنی پوتی حوریہ کو ذہنی طور پر تیار کرنا تھا۔ اگر وہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کر پاتی تو یہ نیا بہت آرام سے پار لگائی جا سکتی تھی، سو کچھ ایسا ہی سوچ کر وہ حوریہ کے کمرے کی طرف چل پڑے تھے۔ اس بار انہوں نے اپنے بیٹے اور بہو کو اپنے ساتھ شامل نہیں کیا تھا وہ حوریہ کو اپنی بات آپ سمجھانا چاہتے تھے۔

☆.....☆.....☆

وہ کچھ زیادہ ہی گھبرا گئی تھی۔ بابا کا سوال اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ پل بھر کے لئے کچھ بول ہی نہ سکی تھی بس حیرت میں گھر گئی تھی۔

"بیٹھ جاؤ حوریہ..... کھڑی کیوں ہو گئی ہو.....؟"

ان کی نرم آواز نے جیسے اس کی گھبراہٹ کو مزید اجاگر کر دیا تھا۔ وہ کب کھڑی ہو گئی تھی اسے خود بھی خبر نہیں ہوئی تھی۔ شاید وہ بابا کے انوکھے سوال کا فوری ردعمل تھا۔ اس نے اپنی جھکی پلکیں اٹھا کر ایک نظر بابا کی طرف دیکھا اور پھر بے بسی سے کرسی پر ٹک گئی۔

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

"تم نے جواب نہیں دیا، میں نے پوچھا تھا تم رافع کی اصلاح میں میرا ساتھ دو گی؟"

وہ جیسے اس کے ہر احساس کو محسوس کر رہے تھے اسی لئے بے حد محبت سے دوبارہ پوچھ بیٹھے تو وہ آنکھوں میں امڈتی نمی کو روکنے کی کوشش میں لرزتی آواز سے بولی۔

"بابا، میں آپ کے اس سوال کا کوئی جواب دینا نہیں چاہتی۔"

"کیوں کیا نیکی کرنے سے ڈرتی ہو؟" جواباً بابا کی مسکراہٹ میں نرمی تھی۔

"نہیں بابا، پلیز آپ مجھ سے ایسی باتیں مت کیجئے۔" وہ اس بار اپنی جھلاہٹ چھپا نہ سکی تھی۔ بابا پھر مسکرا دیئے۔

"یہ باتیں وقت کی اہم ضرورت ہیں بیٹا۔ میرے سوال کے جواب میں تمہارا اقرار ایک بھٹکے ہوئے انسان کو راہ راست پر لا سکتا ہے۔ ہماری ذرا سی توجہ اگر کسی کی زندگی سنوار دے تو اس کی مدد کرنے میں حرج کیسا؟ اندھے کو راستہ دکھانا ثواب ہے بیٹا!"

"رافع اندھا نہیں ہے بابا، اس کا ضمیر مردہ ہے اور مردہ ضمیر کو جگانا آسان کام نہیں ہوتا۔"

"دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے بیٹی، رافع ایک اچھا لڑکا ہے، صرف وقت کی گردش میں آ کر راستہ بھٹک گیا ہے۔ جانتی ہو اس بھٹکے راہی نے اپنی منزل پانے کے لئے تمہیں اپنا راہبر چنا ہے اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ تم اس کی مدد کرو....."

"میں....." حوریہ کا سانس رک گیا۔ "ایسا کیسے ہو سکتا ہے بابا؟ وہ..... وہ مجھ سے کچھ اور چاہتا ہے، میں نے آپ کو بتایا تھا ناں اس دن میرا راستہ روک کر اس نے اپنے جذبات کا اظہار کرنے کی کوشش کی تھی اور اصرار کیا تھا کہ میں اس کا وہ خط پڑھوں جس میں اس نے اپنے دل کا سارا احوال....."

"میں سب کچھ جانتا ہوں بیٹا۔" بابا نے اس کی بات قطع کر ڈالی۔ "میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ تم سے شادی کا خواہشمند ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اس کا ہاتھ تھام لو.....؟"

"جی....." وہ جیسے دھکا کھا کر پیچھے ہوئی تھی۔ "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بابا.....؟"

"میں وہی کہہ رہا ہوں حوریہ، جو اس لمحے سب سے صائب اور بہتر ہے۔ جانتی ہو رافع نے ایک اور خط لکھا ہے تمہارے نام اور وہ خط اس وقت میرے پاس ہے۔"

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

"آپ کے پاس....." اوہ مائی گاڈ" اس نے گھبرا کر دل تھام لیا۔

بابا کے انکشافات کا سلسلہ بڑھتا ہی جا رہا تھا اور حوریہ کی حالت ایسی تھی کہ کسی بھی پل چکرا کر گرتی تو ہوش میں نہ آتی۔ وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش میں دیوار کا سہارا لے کر کھڑی ہو گئی۔ رنگ سرسوں کے پھول کی طرح پیلا ہو رہا تھا۔

بابا اس کی بدلتی کیفیت کو بھانپ کر آگے بڑھے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر شفقت سے بولے۔ "دیکھو بیٹا، زندگی میں بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو وقت کے فیصلوں پر انحصار کرتی ہیں، یہ فیصلے زندگی کا رخ بدلنے اور بہت انمول خوشیوں کا در کھولنے کا سبب بنتی ہیں، ان ساعتوں میں تم بھی سوچ کے دائروں میں الجھ رہی ہو لیکن میری بچی.....ایک بات یاد رکھنا، مرد کی نسبت عورت زیادہ حساس اور نرم و نازک جذبات رکھتی ہے اسی لئے وہ بدلتے ماحول میں خود کو جلدی ڈھال لیتی ہے۔ تمہاری گھبراہٹ اور پریشانی میرے پیش نظر ہے حوریہ، بہتر ہوگا کہ تم رافع کا یہ خط پڑھ لو اور مجھے خوب سوچ کر جواب دو۔ میں سمجھتا ہوں تمہارے لیے فیصلہ کرنا کچھ زیادہ مشکل نہ ہوگا۔"

انہوں نے کرتے کی جیب سے خط نکال کر حوریہ کے ٹھنڈے ہاتھوں میں تھما دیا۔ وہ جیسے سر سے پاؤں تک پسینے میں ڈوب گئی۔ بدن میں کپکپاہٹ سی جاگ اٹھی تھی۔ اس کی نظریں انگلیوں میں پھنسے رافع کے خط پر مرکوز ہو گئیں جس کی ہر سطر آنکھوں میں امڈتی نمی کو آنسوؤں کا روپ دینے میں فعال کردار ادا کر رہی تھی۔ رافع نے اسے دادا کے سامنے نکو بنا کر کھڑا کر دیا تھا، خفت کے شدید احساس سے دوچار ہو کر خط پڑھنے کے بعد اس نے خط مروڑ کر پرے پھینک دیا اور ناگواری سے بولی۔

"آخر وہ چاہتا کیا ہے؟ کیا میں اس کی محبت کے سطحی اظہار سے مرعوب ہو کر زبیر کے گھر چلی جاؤں گی؟"

"ہاں۔ وہ یہی سمجھتا ہے۔ برائی سے تائب ہونے کے لئے برائی ہی کو منتخب کر رہا ہے اور یہی اس کی غلطی ہے"

"تو.....؟" وہ سر اٹھا کر بابا کو دیکھنے لگی۔ "آپ پھر بھی چاہتے ہیں کہ میں اس کا ہاتھ تھام لوں؟"

"ہاں....." بابا کا جواب فوری تھا۔ "میں تب بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم ایسا کرو، جیسا وہ تم سے چاہتا ہے۔ تم زبیر کے گھر جا کر اسے یہ باور کراؤ کہ تم اسے بدلنے کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ سکتی ہو۔"

"کیا.....؟" حوریہ کے سر پر جیسے حیرت کا پہاڑ ٹوٹا تھا۔ وہ ہونقوں کی طرح بابا کی صورت تکنے لگی۔

"بابا، آپ.....آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں، یہ کس انداز میں میری آزمائش کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا میں

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

اتنی گئی گزری لڑکی ہوں جو گھر سے بھاگ کر..... وہ میرے خدا! میں ایسا سوچنے سے پہلے مرنا پسند کروں گی۔"

"میں جانتا ہوں میری جان!" بابا نے از حد جذباتی ہو کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔ "میں جانتا ہوں تم ایک مضبوط کردار رکھنے والی باعصمت لڑکی ہو۔ تم ہمارا فخر ہو حوریہ، مگر آج رافع کے خط نے میری سوچ کو ایک نیا رخ دیا ہے وہ خود کو بدل کر اچھائی کے راستے پر چلنا چاہتا ہے، اسے صراط مستقیم کی تلاش ہے اور اس تلاش میں وہ تمہارا سہارا چاہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تم اس کے استاد چودھری پرویز کی چہیتی پوتی ہو۔ میری دی ہوئی تہذیب سے، اچھی تعلیم و تربیت سے تم اس کے من کو اجال سکتی ہو، سو بیٹا تمہیں اب وہی کرنا ہوگا جس کی وہ تم سے توقع رکھتا ہے، بالکل ویسا جیسا میں نے تمہارے لئے سوچا ہے۔ کل صبح تم رافع کے دوست زبیر کے گھر جاؤ گی اور وہاں وہی کچھ کرو گی جو میں تمہیں بتاؤں گا مگر کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے مجھے تمہارا فیصلہ جاننا ہے۔ بولو حوریہ، کیا تم رافع کا ہاتھ تھام سکو گی؟"

حوریہ کسی سنگی مجسمے کی صورت میں اپنی جگہ ساکت ہو گئی۔ بابا کا سوال اس کے دل میں سناٹے اتار رہا تھا۔ کیا وہ رافع سے شادی کر سکتی تھی؟ ایک بدکردار انسان کا ہاتھ تھامنا گویا جانتے بوجھتے خودکشی کرنے کے مترادف تھا۔ کیا وہ اتنی باہمت تھی؟ اس نے گھبرا کر بابا کی طرف دیکھا اور سوکھتے گلے کو تر کرنے کی کوشش میں بولی۔

"مم..... میں ماما اور پاپا کی رضامندی کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ پہلے آپ ان دونوں سے....."

"میں ان سے بات کر چکا ہوں۔ انہیں اس شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" بابا نے اس کی بات کاٹ کر ایک نیا انکشاف کیا تو وہ ششدر رہ گئی۔

"کک..... کیا مطلب، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ رافع ایک آوارہ لڑکا ہے بابا اور آپ اس کے ساتھ میری شادی۔" آواز رندھ جانے سے وہ اپنی بات پوری نہ کہہ پائی تھی۔ بابا نے اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔

"رافع آوارہ نہیں ہے حوریہ، وہ کیچڑ میں کھلے اس کنول کی مانند ہے جس کی خوبصورتی غلاظت میں بھی نمایاں نظر آتی ہے۔ تم فکر مت کرو، اللہ نے تمہارے نصیب میں کچھ اچھا ہی لکھ رکھا ہے جب ہی ایک عاصی کی رہنمائی کے لئے تمہیں چن لیا گیا ہے۔ وہ تمہیں دنیا کے بہترین آدمی کی زندگی کا شریک بنانا چاہتا ہے کیونکہ غلطی ماننے والا عظیم اور اس غلطی کو ندامت کے ساتھ سدھارنے والا عظیم تر ہوتا ہے۔ بیٹا، اسی لئے ہم نے بھی بہت سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم رافع کو اس کی خواہش کے مطابق سدھرنے کا ایک موقع ضرور دو گی تاکہ

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

انسانیت کی لاج رہ جائے، یہ مشکل کام ضرور ہے میری بچی، مگر ناممکن نہیں.....

یاد رکھو، ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں جو چیز ہمیں پریشان کرتی ہے وہی چیز ہماری خوشی کا کارن بھی بن سکتی ہے، بس دیکھنے والی نگاہ اور محسوس کرنے والا دل پر گداز ہونا چاہئے پھر اندر کی روشنی، گناہ کی تاریکی کو ٹھہرنے کا موقع نہیں دیتی، تمہیں اپنے دادا پر بھروسہ کرنا ہوگا بیٹا، میں تمہاری عزت پر حرف نہیں آنے دوں گا۔"

حوریہ کے آنسو اک تواتر سے بہہ رہے تھے۔ اس نے دادا کے کاندھے پر سر جھکا لیا تھا۔ قسمت کے سامنے بندے کی بے بسی ولاچاری درحقیقت رب کائنات کے ہونے کا احساس دلاتی ہے، سو وہ بھی خدا سے اپنے لئے سب اچھا ہونے کی دعائیں کر رہی تھی۔ بابا کے ہاتھ بے حد محبت سے اس کی کمر پر تھپکی دے رہے تھے جیسے اسے اپنے سہارے کا احساس دلانا چاہ رہے ہوں۔ انہوں نے مزید کچھ بھی کہنا مناسب نہ جانا تھا۔

کمرے کی خاموشی بڑھ گئی تھی۔ ایک بوجھل پن کا احساس چاروں اور تھا، تب لمحے، اگلی ساعتوں میں تبدیل ہو کر وقت گزرنے کا سبب بنتے رہے۔ ایک طویل خاموشی کے وقفے کے بعد حوریہ نے سر اٹھا کر بابا کی طرف دیکھا تھا اس بار اس کی آواز بہت مستحکم تھی۔

"بابا، بتایئے مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"کچھ خاص نہیں۔" انہوں نے بے حد نرمی سے اسے تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔ "کل صبح میں خود تمہیں رافع کے دوست زبیر کے گھر سے کچھ فاصلے پر ڈراپ کر دوں گا۔ میری نظر ہر پل تمہیں اپنے حصار میں رکھے گی، تم وہاں جا کر رافع کو یہ احساس دلاؤ گی کہ تم اس کے کہے کے عین مطابق صرف اس کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ آئی ہو۔ وہ تمہاری اس قربانی سے یقیناً بہت متاثر ہوگا تب تم اسے مجبور کرو گی کہ نکاح فوری ہونا چاہئے اور اس کام کے لئے تم مولوی عبدالعزیز کا نام لو گی جو میرے دوستوں میں سے ایک ہیں۔ وہ جامع مسجد کے پیش امام ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات سے واقفیت بھی رکھتے ہیں۔ میں انہیں آج ہی اعتماد میں لے کر رافع سے تمہارے نکاح کی تیاری کا کہہ دوں گا، تمہیں بس رافع کو ان ہی سے نکاح پڑھانے کے لئے اصرار کرنا ہے۔

نکاح کے بعد تم رافع کی ماں سے ملنے کی خواہش ظاہر کرنا، یہ خواہش اتنے جذب سے ہونی چاہئے کہ رافع تمہاری بات ٹال نہ سکے، سو جب وہ تمہیں اپنی ماں سے ملوانے کے لئے لے جائے گا تب رافع کو ایک شاک لگانا ضروری ہوگا۔ وہاں میری موجودگی رافع کے لئے کسی انہونی صورت حال سے کم نہیں ہوگی۔ مجھے

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

سامنے پا کر وہ شاکڈ رہ جائے گا۔ بس یہی وہ لمحہ ہوگا جس سے ہمیں فائدہ اٹھانا ہے۔ انشاء اللہ وہ لمحہ رافع پر ادراک کا در کھولے گا اور سارا معاملہ اپنے آپ سلجھ جائے گا۔ حوریہ بیٹا، کیا تم یہ سب کچھ کر سکو گی.....؟" بابا کی گہری نگاہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ پر لگی تھی۔

"جی بابا!" حوریہ کا اقرار برجستہ تھا۔ "میں کوشش کروں گی کہ سب کچھ آپ کی مرضی کے مطابق ہو۔"

"شاباش بیٹا!" بابا نے اسے دوبارہ اپنے ساتھ لگا لیا۔ "تمہارا تحفظ میری ضمانت ہے، یہ یاد رکھنا۔"

☆.....☆.....☆

حوریہ نے تصویر حیرت بنے رافع کو دیکھا جس کی آنکھوں میں بے یقینی اور شکوے کا تاثر یکساں تھا، یوں جیسے حوریہ کا سنسنی خیز انکشاف اس کے لیے ناقابل قبول ہو۔ خجالت کی چمک اس کے چہرے کی سرخی بدل رہی تھی اور ماتھے پر پسینہ ابھر آیا تھا۔

حوریہ نے رافع کے ساکت وجود سے نظر ہٹا کر سمیرا اور امی کو دیکھا اور انہیں بھی تا حال بے یقین پایا، تب وہ قدم بڑھا کر ان کے بے حد نزدیک آ گئی۔

"مجھ پر بھروسہ کیجیے آنٹی، یہ شادی میرے والدین کی مکمل رضامندی کے بعد انجام پائی ہے حتیٰ کہ نکاح بھی مولوی عبدالعزیز صاحب نے پڑھایا ہے جو بابا کے بہت قریبی دوست ہیں اور انہیں اس نکاح کے سلسلے میں پہلے ہی سے اعتماد میں لیا جا چکا تھا۔ بابا چاہتے تھے نکاح شرع کے عین مطابق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ رافع اور اس کے دوست جلد بازی میں کوئی کام ادھورا چھوڑ دیں، سو بابا نے اس کا انتظام پہلے سے ہی کر ڈالا تھا۔ سب کچھ ان کی توقع کے مطابق ہوا ہے۔"

"لیکن تم..... تم رافع کے لیے گھر سے بھاگ آئی تھیں، پھر یہ سب کچھ پہلے سے طے شدہ کیسے ہو سکتا ہے؟" سمیرا کا سوال برمحل تھا۔

"میں یہ بات پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ میں اپنے گھر والوں کی رضامندی سے رافع کے پاس آئی تھی، میں گھر سے بھاگی نہیں تھی۔ دراصل رافع کا خط جو ایک پتھر میں لپیٹ کر میرے کمرے میں پھینکا گیا تھا۔ وہ بابا کے ہاتھ لگ گیا تھا اور اسی خط نے بعد میں سارے معاملے کو ایک ڈرامائی سچویشن میں تبدیل کر دیا تھا، تب یہ فیصلہ ہوا کہ مجھے رافع کی چاہت کو ویسے ہی قبول کرنا ہوگا جیسا وہ چاہتا ہے۔"

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

"ہائیں..... کیا مطلب ہے تمہارا؟" امی نے چونک کر اسے دیکھا۔ "کیا تمہارے والدین سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی تمہیں ایک بدکردار لڑکے کے پلے باندھنا چاہتے تھے۔ آخر ایسی کیا افتاد پڑ گئی تھی تم پر..... ارے لڑکی، صورت شکل میں تم اچھی خاصی ہو، سیرت بھی یقیناً بری نہیں ہوگی۔ آخر کو چودھری پرویز کی پوتی ہو پھر کون سی کمی تھی تمہارے اپنے کردار میں، جو تمہارے ماں باپ نے تمہیں ایک آوارہ سے شادی کرنے کو بھیج دیا۔ بالفرض رافع تم سے نکاح نہ کرتا تو؟ سوچو کیا ہوتا تمہارے ساتھ، پھر تم کہیں کی نہ رہتیں اور نہ ہی تمہارے والدین کسی کو اپنی صورت دکھانے کے قابل رہتے؟"

"ایسا ہونا ناممکن تھا آنٹی، بابا کی کڑی نگاہ تھی ہم پر یہ انہی کا اعتبار تھا کہ رافع برا آدمی نہیں ہے۔ درحقیقت رافع کو حالات کی ستم ظریفی اور آپ کی بے توجہی نے بری صحبت کا عادی بنایا ہے۔ اگر آپ اپنے بیٹے کی طرف سے اتنی لاپروائی نہ برتیں، تو شاید آج رافع آپ کے لیے باعث فخر ہوتا، وہ آپ کا اکلوتا بیٹا ہے آنٹی، ایک ماں ہونے کے ناطے آپ زیادہ بہتر جانتی ہیں کہ وہ کس فطرت کا مالک ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اب بھی کچھ نہیں بگڑا، رافع کا ضمیر زندہ ہے اور وہ خود کو بدلنے کا خواہش مند بھی ہے۔ اب ہم سب کو مل کر رافع کی اس خواہش کا احترام کرنا ہوگا۔"

"ارے رہنے دو لڑکی....." امی نے بدمزہ ہو کر جیسے اس کی بات کو اڑایا تھا۔ "ہمیں سبق پڑھانے کی کوشش مت کرو۔ بیٹا ہونے کے باوجود مجھے اس کی ماں کہلانے کا کوئی شوق نہیں ہے، ہم پہلے ہی اس کی بے راہ روی کا عذاب بھگت رہے ہیں۔ دنیا اس کے نام کا طعنہ دیتے نہیں تھکتی، اس کی آوارگی نے بہنوں کو سر اٹھا کر جینے کے قابل نہیں چھوڑا ہے، اب تم جو رشتہ جوڑ کر بیٹھ گئی ہو رافع سے تو اسے تمہیں ہی بھگتنا ہوگا۔ ہم تمہاری ذمہ داری ہرگز نہیں لیں گے۔"

حور یہ بے بسی سے ان کی شکل تکنے لگی۔ "آپ رافع کو ایک موقع دے کر تو دیکھئے۔ شاید وہ....."

"ارے جانے دو، کیوں بے وقت پریشان کرنے آ گئی ہو ہم سب کو؟" امی نے انتہائی بے زاری سے اسے دھتکارا تو رافع لپک کر ان کے قدموں میں آ بیٹھا۔

"وہ ٹھیک کہہ رہی ہے امی، میں اتنا برا نہیں ہوں جتنا آپ نے سمجھ لیا ہے۔ میں جانتا ہوں میری صحبت میرا تعارف بن گئی ہے۔ میرا کردار اور میرے طور طریقے کسی کے لیے بھی پسندیدہ نہیں رہے۔ میں یہ بھی جانتا

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

ہوں میری بداعمالی آپ کو اور میری بہنوں کو عذاب میں مبتلا کر گئی ہے مگر اب وہ برا وقت گزر گیا ہے پلیز، امی مجھے توبہ کا ایک موقع ضرور دیجئے، آپ کی معافی مجھے سیدھے راستے پر چلنے میں بہت سہولت عطا کر دے گی....."

"رافع ٹھیک کہہ رہا ہے۔"

اچانک چودھری پرویز کی آواز نے سب کو چونکایا تھا۔ وہ کھلے دروازے کے بیچ کھڑے تھے۔ امی اور سمیرا بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ گئیں۔ جب کہ رافع کی نظریں پشیمانی اور خجالت کے واضح احساس کے ساتھ جھکی رہی تھیں۔ وہ زرد پڑتے چہرے کے ساتھ وہیں دبکا رہا، چودھری صاحب کی اچانک آمد کسی بڑے سرپرائز سے کم نہیں تھی۔

حوریہ بھاگ کر دادا کی پناہ میں آ گئی جسے انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ اپنی بانہوں میں بھر لیا تھا پھر اسے لے کر امی کے پاس آ کر بولے۔

"بہن.....رافع کو معاف کر دیجئے کیونکہ سچی توبہ انسان کو ہر گناہ سے بری کر دیتی ہے۔"

رافع نے بے اختیار چونک کر اپنے استاد کی طرف دیکھا تھا۔ حوریہ سے نکاح کے بعد چودھری صاحب کی آمد دوسرا بڑا جھٹکا تھی جسے سہہ کر بھی وہ اذیت کے حصار میں قید ہوتا جا رہا تھا۔ ان کی پوتی سے نکاح کے باوجود چودھری پرویز اس کی حمایت کر رہے تھے اور امی سے اس کا قصور معاف کر دینے کی درخواست بھی کر رہے تھے۔

"اف کتنا ذلیل، کتنا کمینہ انسان ہوں میں....." رافع کے ضمیر نے جیسے فوری طور پر ملامت کی تھی۔ وہ پہلے سے زیادہ احساسِ ندامت میں ڈوبنے لگا تھا، تب امی کی آنسوؤں میں ڈوبی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مرکوز کی تھی۔

"میرے لیے رافع کو معاف کرنا آسان نہیں ہے چودھری صاحب.....بات اگر میرے بیٹے کی بے راہ روی تک رہتی تو ٹھیک تھا مگر اس نے آپ کی پوتی سے نکاح کر کے آپ کی عزت کو بھی داغدار کرنے کی کوشش کی ہے نا صرف حوریہ کو گھر سے بھاگنے کی ترغیب دی بلکہ آپ کی اجازت کے بغیر اسے اپنا نام بھی دے بیٹھا ہے، کیا اسے معاف کیا جا سکتا ہے؟"

"ہاں۔ وہ معافی کے لائق ہے۔" چودھری صاحب کا اقرار برملا تھا۔ "ہر وہ انسان قابل معافی ہے جس کے اندر نیکی کی کوئی ایک کرن سر اٹھانے لگی ہو۔ میں جانتا ہوں رافع شروع ہی سے محرومی، بے چارگی اور حالات کی ستم ظریفی کو سہہ کر پلا بڑھا ہے، اس نے باپ کی شفقت دیکھی نہ ماں کی محبت کو محسوس کیا ہے، بچپن سے لے

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

کر آج تک وہ لوگوں کی گالیاں، کوسنے اور بددعائیں سن کر بڑا ہوا ہے۔ حالات سازگار نہ ہوں تو نوجوان سوچ سرکشی پر اتر آتی ہے۔ یہی سرکشی پھر باغیانہ رویئے کو ابھارتی ہے جو معاشرے میں ایک برے انسان کو جنم دیتی ہے۔ پھر اسی برے انسان کو مجرم بنتے دیر نہیں لگتی.....

رافع کو برا بنانے میں ہم سب کا ہاتھ ہے۔ میری بہن..... مگر سب سے زیادہ قصوروار آپ خود ہیں، ایک ماں ہو کر بھی آپ اپنے بچے سے غفلت برتنے کی سزاوار ہیں۔ آپ نے اپنی پریشانیوں میں گھر کر رافع کو اچھا انسان بنانے کے بجائے حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا، کیا آپ نہیں جانتیں کہ ماں اپنی ممتا سمیٹ لے تو بچے کی دنیا اندھیر ہو جاتی ہے۔ وہ دو آنکھوں کی بینائی رکھتے ہوئے بھی اندھا ہو جاتا ہے اور اندھا شخص صرف کالی روشنی کا اسیر ہوتا ہے۔ اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔" بابا کی آواز رندھ گئی تھی۔

"میں رافع کا استاد ہوں بہنا، اسے ان آنکھوں نے اپنے سامنے جوان ہوتے دیکھا ہے۔ وہ برا نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں دراصل انسانی رشتوں سے پیدا ہونے والے جذبات ہی ہمارے محسوسات اور شراکت داری کی سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ سرمایہ اچھا ہو تو ہمارا کل شاندار کہلاتا ہے، ہمارا بہترین سرمایہ ہماری اولاد ہے رافع کی ماں، میں سمجھتا ہوں ابھی بھی دیر نہیں ہوئی ہے، رافع کو معاف کر کے آپ اپنے سرمائے کو ضائع ہونے سے بچا سکتی ہیں۔"

"لیکن آپ کی پوتی.....؟" وہ جیسے اب بھی تذبذب کا شکار تھیں۔ "کیا رافع اس بچی سے نبھا پائے گا؟"

بابا، حوریہ کو دیکھ کر مسکرا دیئے اور اسے اپنے بازو میں لپیٹ کر بولے۔ "میری بچی بہت نیک، صالح اور سمجھدار ہے۔ اس کی سمجھ داری نے آج رافع کو اس کی غلطی کا احساس دلایا ہے، اپنی محبت کے حصول کے لیے اگر رافع خود کو بدل سکتا ہے تو اس کی خوشی کے لیے ہر دکھ بھی ہنس کر سہہ سکتا ہے، حوریہ رافع کی پسند ہے۔ اب یہ رافع پر منحصر ہے کہ وہ حوریہ سے کیسے نبھائے گا۔ اسے خوش رکھنے کے لیے کون سی آزمائشوں سے گزرے گا۔ بات یہ ہے بہن، مرد کی زندگی میں عورت کی بڑی اہمیت ہے۔ وہ بچپن ماں کے زیر سایہ گزارتا ہے اور جوانی بیوی کی ہمراہی میں۔ ماں کی تربیت میں کچھ کمی رہ جائے تو اچھی اور نیک بیوی شوہر کو کمتری کا احساس دلائے بغیر محبت سے سنبھالا دیتی ہے۔ عورت کی ممتا کسی بھی روپ میں ہو، مرد کی تسکین کے لیے کافی ہے۔ رافع اب کالی روشنی کا اسیر نہیں رہے گا۔ اسے سچائی اور راست بازی کی روشنی تلے آنا ہی ہوگا تاکہ وہ حوریہ کے ساتھ ایک اچھی زندگی گزار سکے۔"

"سچ کہتے ہیں آپ۔" امی نے اپنے میلے دوپٹے سے بہتے اشکوں کو پونچھا اور حوریہ کو دیکھ کر جذباتیت

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

سے بولیں۔ ”اب یہ میری بہو کی ذمہ داری ہے کہ وہ مجھ سے ہو جانے والی کوتاہی کو اپنے خلوص اور ایثار سے دھو کر میرے رافع کو ایک اچھا اور بہترین انسان بنا دے تاکہ میری لاپروائی کا ازالہ ہو سکے۔“

”انشاء اللہ تعالیٰ، ایسا ہی ہوگا۔“ چودھری صاحب نے بڑھ کر رافع کے شرمسار وجود کو تھاما اور ماں کے سامنے لا کھڑا کیا۔ ”اب آپ اپنے بیٹے کو معاف کر دیجئے بہن، میں اتنا ہی چاہتا ہوں۔“

ماں کی اشکبار آنکھیں پھر سے جھلملانے لگی تھیں۔ انہوں نے رافع کا چہرہ اپنے کانپتے ہاتھوں میں تھام کر اس کا ماتھا چوما اور بہت محبت کے ساتھ اپنی بانہوں میں بھر لیا۔

رافع کا چہرہ بھی ندامت کے آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔ اس نے بے تابی سے ماں کے بہتے اشکوں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرنے کی ناکام کوشش کی اور بھرائی آواز سے بولا۔

”امی۔ آپ چودھری صاحب سے بھی کہیے نا کہ وہ مجھے معاف کر دیں۔ میں نے ان کے بھروسے کو توڑا ہے۔ حوریہ سے نکاح کر کے میں نے ان کی عزت کو.....“

”بس بیٹا بس۔“ چودھری صاحب نے اس کی بات درمیان ہی سے اچک لی تھی۔ ”جو انسان پشیمانی کا اظہار کرے، اس بندے سے ناراضگی رکھی نہیں جا سکتی۔ میری نظر میں صبح کا بھولا شام کو لوٹ آیا ہے۔ تم کہتے تھے نا رافع کہ تم جیسے یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی تمہیں بھیک میں عزت و محبت دینے والا ہے مگر دیکھو رافع، میں نے تمہیں غلط ثابت کر دیا ہے۔ تمہارے سر پر محبت بھرا ہاتھ بھی رکھا ہے اور تمہیں بیٹے کی صورت میں عزت بھی دے ڈالی ہے۔ حوریہ سے من مانا رشتہ جوڑ کر تم نے ہمیں بہت گہری چوٹ پہنچانے کی کوشش کی ہے مگر تمہاری فطرت کی نیکی کو اجالنے کے لیے مجھے یہ چھوٹا سا ڈرامہ کرنا پڑا ہے.....

رافع بیٹا، ایک استاد ہونے کے ناتے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنی ماں اور اپنے گھر کے وفادار ہو، انسان کا مقدر اس کے ہاتھ کی محنت میں چھپا ہے۔ تم ایک پڑھے لکھے لڑکے ہو، کوشش کرو کوئی اچھی سی نوکری حاصل کر سکو۔ اب اس کام میں دیر نہیں ہونی چاہیے کیونکہ ماں بہنوں کے ساتھ ساتھ اب حوریہ کی ذمہ داری بھی تمہاری ہے۔“

”انشاء اللہ، اب دیر نہیں ہوگی سر..... یہ میرا وعدہ ہے۔“ اس کی آواز میں پختہ عزم کی جھلک نمایاں تھی۔

تب چودھری پرویز نے اسے گلے سے لگا لیا اور حوریہ کو دیکھ کر شوخی سے بولے۔ ”تم گواہ رہنا بیٹی۔ رافع مجھ سے وعدہ کر رہا ہے۔“

tsurdu.blogspot.com

tsurdu.blogspot.com

"یہ وعدہ ایک شریف آدمی کی زبان ہے سر۔ آپ کو اس پر بھروسہ کرنا ہوگا۔" رافع کا لہجہ مستحکم تھا۔

"تو پھر ایک اور وعدہ کرو برخوردار۔ دھوم دھام سے اپنی ماں اور بہنوں کے ساتھ برات لانے کا وعدہ۔ حوریہ کے ساتھ نکاح تم نے اپنی مرضی سے کیا ہے مگر رخصتی اب ہماری مرضی سے ہوگی۔ لڑکی گھر کی دہلیز سے عزت کے ساتھ رخصت ہو تو سماج میں والدین کا سر نیچا نہیں ہوتا۔ حوریہ کو میں آج واپس لے جاؤں گا۔ ٹھیک تین ماہ بعد تم ڈولی لے کر آ جانا۔ تمہاری امانت تمہیں سونپ دی جائے گی۔ تین ماہ کا یہ عرصہ تمہاری سہولت کے لیے بھی ہے۔ اس عرصے میں تم کہیں نہ کہیں کوئی چھوٹی موٹی ملازمت تلاش کر سکتے ہو۔ اس طرح گھر داری تمہارے لیے آسان ہو جائے گی۔ کیا خیال ہے؟"

بابا کی شگفتہ باتوں نے سمیرا کو یکلخت بولنے پر مجبور کر دیا۔

"کیسا خیال بابا، رافع کی نظر میں اس کی شادی میں شریک ہونا گھر والوں کے لیے ضروری نہیں ہے۔ وہ نکاح کے بعد حوریہ کو گھر لے آیا ہے یہی ہمارے لیے کافی ہے۔"

"ہائیں....." اس کا شکوہ بابا کے چہرے پر ناگواری کا تاثر لے آیا تھا۔ "بھلا یہ کیا بات کہی تم نے سمیرا بیٹی؟"

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں چودھری صاحب۔" سمیرا کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔

رافع کا سر شرمساری سے جھک گیا۔ وہ ہولے سے بولا۔ "مجھے معاف کر دو میری بہن۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ زندگی میں خوشیوں کا رنگ اپنوں کی شمولیت سے ہی نکھرتا ہے۔ اپنوں کا ساتھ گھر کے تقدس اور اتفاق کو بڑھا دیتا ہے۔ حوریہ کے گھر بارات لے جانے کا سارا انتظام تم ہی کو کرنا ہے۔ یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔ یہ شادی تم سب کی شمولیت سے ہی پوری ہوگی اور تم ہی حوریہ کو رخصت کرا کے لاؤ گی۔"

"واہ بھئی واہ، یہ ہوئی نا بات۔"

بابا نے ہنس کر سمیرا کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ جھینپ کر رہ گئی، لیکن رافع کی والدہ پرسکون تھیں کیونکہ چودھری صاحب کے توسط سے گھر کی فضا میں خوشیوں کے ساتھ ساتھ سکون کے چمکیلے رنگ بھی اتر آئے تھے۔

tsurdu.blogspot.com